Digest Novels Lovers Group

راشدہ رفعت

محبت منتظر ٹھہری

مکمل ناول

یہ ایک اتفاقی ملاقات تھی۔ اس اتفاقی ملاقات کے نتیجے میں زندگی نیا موڑ لے لے گی اس کی خبر کسی کو بھی نہ تھی۔

فرحت ممانی علیل تھیں اور کافی عرصے سے علیل تھیں۔ دادی جان روز اس سے کہتیں کہ وہ ان کے ساتھ ان کی عیادت کرنے چلے۔

نورالہدیٰ کو ماموں کے گھر جاتے ہوئے عجیب سی الجھن ہوتی تھی۔ وہ گزشتہ برسوں میں جب بھی بھی دادی جان کے ساتھ ننھیال گئی تھی واپسی بوجھل دل و دماغ کے ساتھ ہوئی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ لوگ مرحومہ بہن کی اکلوتی نشانی سے پیار جتلاتے یا کم از کم خوشی کا اظہار ہی کر دیتے لیکن وہاں سب کے رویوں میں سرد مہری سی جھلکتی تھی۔

عقل و شعور کی سرحد پر قدم رکھنے کے بعد نور الہدیٰ نے وہاں جانا ترک کر دیا تھا۔ دادی جان کو بھی صاف صاف لفظوں میں بتا دیا کہ اسے کسی ایسی جگہ جانے کا قطعاً شوق نہیں جہاں انہیں کوئی اہمیت ہی نہیں دی جاتی۔

''میری چندا، اگر میں تمہیں وہاں نہ لے جاتی تو زندگی کے کسی موڑ پر تو اور عثمان مجھ سے یہ شکوہ کر سکتے تھے کہ ماں کے رشتے داروں سے ملنے کیوں نہیں دیا۔''

''آپ نے آج تو یہ بات کر دی دادی جان! [illegible] تو میں خفا ہو جاؤں گی۔ آپ نے یہ سوچا بھی [illegible] کہ میں یا عثمان زندگی کے کسی بھی موڑ پر آپ [illegible] ہماری تو کل کائنات ہی آپ [illegible]'' وہ منہ پھلا کر دادی سے [illegible]

لپٹ گئی تھی اور اس دن کے بعد ننھیال والا باب بند ہو گیا تھا۔

ان لوگوں نے بھی کبھی پلٹ کر نہ پوچھا۔

اب دادی کے پاس کسی شناسا کا فون آیا تو پتہ چلا فرحت مامی اب ہسپتال داخل ہیں تو اگلے دن وہ پوتی کو لے کر ہسپتال پہنچ گئی تھیں۔ یہ شہر کا سب سے مہنگا نجی ہسپتال تھا۔ فرحت مامی بے چاری واقعی خاصی بیمار تھیں۔ نورالہدیٰ تو انہیں دیکھ کر پہچان ہی نہ پائی۔ ان کی دونوں بیٹیاں ان کے پاس تھیں۔

پتا نہیں اس بیماری نے ان لوگوں کے مزاج میں تبدیلی پیدا کی تھی یا اتنے برسوں بعد ملاقات ہو رہی تھی تو مخصوص سرد مہری کے بجائے گرم جوشی اور اپنائیت کا اظہار ہو رہا تھا۔

''ماشاء اللہ ہدیٰ کتنی بڑی اور پیاری ہو گئی ہے ممی۔'' رباب آپی نے ماں کو مخاطب کیا۔

''ہاں بالکل نزہت کی جوانی ہے۔'' فرحت مامی بول اٹھی تھیں۔ نورالہدیٰ نے پہلی بار ان کے لبوں سے اپنی مرحومہ ماں کا تذکرہ سنا تھا۔ وہ خاموشی سے مسکرا دی تھی۔

''دادی آپ لوگوں نے تو اتنے برسوں سے پلٹ کر پوچھا تک نہیں نہ ہی عثمان اور نورالہدیٰ کا ہم سے ملنے کا خیال آیا۔''

رباب آپی کے بعد نایاب آپی نے بھی اپنائیت بھرا شکوہ کیا۔

دادی تو اس شکوے پر فقط مسکرا دی تھیں لیکن نورالہدیٰ کو جی ہی جی میں بڑا غصہ آیا۔ جن لوگوں نے خود بھی پلٹ کر رابطہ نہ رکھا ان کے لبوں سے یہ

شکوہ کچھ بنتا نہ تھا۔

رباب اور نایاب آپی کی شادی تو خیر نورالہدیٰ کے بچپن میں ہوئی تھی اور اس نے دادی کے ساتھ ان شادیوں میں شراکت بھی کی تھی لیکن ابوبکر بھائی کی شادی تو بہت بعد میں ہوئی تھی اور نجیب ماموں کو خیال تک نہ آیا تھا کہ مرحومہ بہن کی نشانیوں کو خوشی کے موقع پر یاد رکھا جائے۔

دونوں خاندانوں کے بیچ یک طرفہ تعلق صرف تب تک قائم رہا جب تک نورالنسا پوتے پوتی کو لے کر ان سے ملنے جاتی رہیں جب انہوں نے جانا ترک کر دیا تو تعلق کی ڈور بالکل ہی ٹوٹ گئی لیکن وہ وضع دار خاتون تھیں کچھ جتانے کے بجائے فرداً فرداً سب گھر والوں کی خیریت دریافت کرنے لگیں۔

"بس دادی کیا بتائیں پچھلے چھ ماہ سے تو ممی کی بیماری کی وجہ سے ہمیں اپنا ہوش نہیں وہ تو شکر ہے ہماری گھر پاس پاس ہیں تو ایک دن رباب ممی کے پاس ہوتی ہے تو اگلے دن میں۔ چار دن پہلے ممی کی طبیعت اتنی بگڑ گئی کہ یہاں لانا پڑا، الحمدللہ اب تو خاصی بہتر ہیں۔ امید ہے ایک دو دن میں ڈسچارج ہو جائیں گی لیکن گھر جا کر بھی مکمل نگہداشت کی ضرورت پڑتی ہے۔ ابوبکر بھائی آفس سنبھالتے ہیں۔ ان کی بیگم اپنے دو بچے سنبھال لیں، وہ ہی ان کی مہربانی، جب تک ممی ٹھیک تھیں۔ یہ ذمہ داری بھی ممی کے سر ہی تھی۔ بابا خود ہارٹ پیشنٹ ہیں۔ ممی کی بیماری کی وجہ سے ان کا خیال بھی ہمیں رکھنا پڑتا ہے۔ بس آپ اللہ سے دعا کیجیے گا کہ وہ ہم دونوں بہنوں کو ہمت، حوصلہ اور ہمارے والدین کو مکمل صحت یابی عطا کرے۔"

نایاب آپی تھکے تھکے انداز میں دادی سے مخاطب تھیں انہوں نے ان کے سامنے بھاوج کا پردہ رکھ نہ رکھا۔ لہجے کی بیزاری سے صاف جھلکتا تھا کہ وہ ابوبکر بھائی کی بیوی سے کس قدر عاجز آئی ہوئی تھی۔

نورالنسا خلوص دل سے نجیب ماموں اور فرحت مامی کی صحت یابی کی دعا کرنے لگی تھیں۔

اتنے میں ہی ابوذر آ گیا تھا۔ ماموں کا سب سے چھوٹا بیٹا۔ دادی اور نورالہدیٰ کو بیٹھا دیکھ کر وہ فوری طور پر تو پہچان ہی نہ پایا۔ رسمی سا سلام تو کر لیا پھر آنکھ کے اشارے سے ہی بہنوں سے ان کے متعلق استفسار کیا تھا۔

"ارے نہیں پہچانا۔ اپنی ہدیٰ ہے یہ۔" نایاب آپی نے مسکرا کر تعارف کروایا۔ نورالہدیٰ نے بھی آہستہ سے سلام کر ڈالا تھا۔

"اوہ اچھا!" اس نے گویا پہچان لیا پھر اس کی اور دادی کی خیریت دریافت کی۔ دادی نے عادت کے مطابق اسے بھی جیتے رہو، خوش رہو ٹائپ کی دعاؤں سے نواز دیا تھا۔

"نایاب آپی! میں آ گیا ہوں آپ نے جانا ہے تو ڈرائیور کے ساتھ چلی جائیں۔ بے شک رات کو آ جایئے گا۔" اس نے بہن کو مخاطب کیا۔

"رات پھر میں ہی رکوں؟" نایاب ذرا پریشان ہوئی تھیں۔

"مجبوری ہے نا۔ عاصم بھی صرف ہفتے بھر کے لیے تو آئے ہیں۔ میں تو پریشان ہو کر ممی کو دیکھنے آ گئی تھی۔ آدھے گھنٹے بعد عاصم پک کر لیں گے۔ رات تک ممی کے پاس ابوذر رہ لے گا۔ رات کو تم آ جانا۔ صبح کی صبح دیکھی جائے گی۔ اللہ کرے کل ڈاکٹرز ڈسچارج ہی کر دیں ورنہ میں کوشش کروں گی آنے کی۔"

digest library.com

وہ دونوں بہنیں ان کی موجودگی فراموش کر کے آپس میں ڈسکشن کرنے لگی تھیں۔ نورالہدیٰ کو اب وہاں بیٹھنا مناسب نہ لگا اس نے دادی کو ٹہوکا دیا کہ اب چلنا چاہیے۔ عیادت کے لیے آئی تھیں اور اب عیادت ہو چکی تھی۔ دادی بھی اس کا اشارہ پا کر الوداعی کلمات ادا کرنے لگی تھیں۔

"کیسے جائیں گے آپ لوگ۔ رباب جا رہی ہے ناں۔ یہ ڈراپ کر دے گی۔"

فرحت مامی آج ضرورت سے زیادہ مہربان ہو

رہی تھیں۔

"ارے نہیں فرحت! تمہارا گھر ایک طرف، ہمارا دوسری طرف۔ کیوں تردد میں پڑتی ہو۔ ہم جیسے آئے ہیں ویسے ہی چلے جائیں گے کوئی مسئلہ نہیں۔"

نورالنسا نے سہولت سے انکار کیا۔ نورالہدیٰ بھی مامی اور ان کی بیٹیوں سے الوداعی کلمات ادا کر کے دادی کی معیت میں واپس ہولی۔

"کتنی کمزور ہو گئی ہیں فرحت مامی مجھ سے تو پہچانی ہی نہیں گئیں۔" اس نے انہیں مخاطب کیا۔

"بس بیٹا اللہ اسے صحت تندرستی سے نوازے۔ بیماری پر کسی کا زور تھوڑی چلتا ہے۔" دادی نے ٹھنڈی سانس بھری تھی۔

"اور لگتا ہے ابوبکر بھائی کی بیوی سے یہ لوگ زیادہ خوش نہیں۔ بلکہ رات رکنے کے معاملے پر تو مامی کے تینوں بچے بھی ایک دوسرے پر ذمہ داری ڈال رہے تھے سچ دادی جان مجھے تو دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔"

دونوں دادی پوتی باتیں کرتے کرتے ہسپتال کی پارکنگ تک آن پہنچے تھے۔ پھر اچانک کسی کو دیکھ کر نورالنسا کی آنکھیں چمکیں۔

"ارے یہ تو مسز روزینہ عالم ہیں۔ آؤ بیٹا چلتے چلتے ان سے بھی سلام دعا کر لوں۔ ایک مدت بعد نظر آئی ہیں۔"

وہ بے تحاشا خوش ہو کے آگے بڑھی تھیں۔ نورالہدیٰ نے ان کی پیروی کی۔

وہ خاتون دادی کی ہی ہم عمر تھیں لیکن بہت نحیف اور بیمار لگ رہی تھیں۔ ان کی وہیل چیئر ان کی گاڑی کے پاس تھی اور ساتھ کھڑا نوجوان شاید اب انہیں گاڑی میں بٹھانے والا تھا لیکن اس سے پہلے نورالنساء لپک کر ان کے پاس پہنچی تھیں۔

بہت گرم جوشی سے انہوں نے خاتون کو سلام کیا تھا۔ سلام کا جواب تو فوراً مل گیا لیکن معمر خاتون اب انہیں پہچاننے کی کوشش کر رہی تھیں۔ نورالہدیٰ منتظر تھی کہ اب بھی دادی کو لمبی چوڑی تعارفی یاد دہانی کروانی پڑے گی لیکن حیرت انگیز طور پر مقابل کی آنکھوں میں شناسا سی چمک ابھر آئی تھی۔

"نورالنسا یہ تم ہو۔" انہوں نے گرم جوشی سے دادی کے ہاتھ تھامے تھے۔

"اتنے برسوں بعد کسی اسکول کے ساتھی کو دیکھا بخدا بہت خوشی ہوئی۔" خاتون کے لہجے کی کھنک اور آنکھوں کی چمک سے واقعی ان کی خوشی کا اظہار ہو رہا تھا۔

digest library.com❤️❤️

"آپ کیسی ہیں مسز عالم! بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ ہسپتال خیریت سے آئی تھیں؟" دادی نے ایک سانس میں تین سوال پوچھ ڈالے۔

"ہسپتال کون خیریت سے آتا ہے نورالنسا! اب تو یوں سمجھو ڈاکٹرز، ہاسپٹل اور میرا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مہینے میں ایک، دو بار تو یہاں لازمی حاضری دینی پڑتی ہے تم اپنا سناؤ کیا حال چال ہے۔" انہوں نے دریافت کیا۔ جواباً نورالنسا نے اپنی آمد کے سبب سے آگاہ کیا ساتھ ہی پیچھے کھڑی پوتی سے بھی انہیں متعارف کروایا۔

"بیٹا یہ ہمارے اسکول کی پرنسپل تھیں مسز روزینہ عالم۔" نورالہدیٰ نے ادب سے انہیں سلام کیا تھا۔

خاتون بہت گریس فل تھیں۔ اس بڑھاپے میں بھی ان کی شخصیت شاندار تھی۔ نورالہدیٰ دل ہی دل میں ان سے متاثر ہوئی تھی مسز عالم نے مسکرا کر اس کے سلام کا جواب دیا پھر دادی کی جانب متوجہ ہوئیں۔

"تم لوگ بھی اب گھر ہی جا رہے ہو ناں۔ آؤ بیٹھو ہمارے ساتھ تمہیں ڈراپ کر دیں گے۔ راستے میں گپ شپ بھی ہو جائے گی۔" انہوں نے بے تکلفی بھرے انداز میں دادی کو مخاطب کیا۔ وہ ایک پل کو ہچکچائی تھیں۔

"آپ کو زحمت ہو گی مسز عالم!"

"ارے کیسی زحمت اتنی مدت بعد تو کوئی شناسا نظر آیا ہے۔ میں تو بولنے تک کو ترس جاتی ہوں بیٹھو

پلیز۔" ان کے اتنے اصرار پر نورالنسا سے مزید انکار نہ ہوا۔

"ٹھیک ہے آپ ہمیں راستے میں اتار دیجیے گا۔" انہوں نے آمادگی ظاہر کردی۔ پاس کھڑے دو خاموش نفوس دل ہی دل میں ذرا بے آرام ہوئے تھے۔

"یہ میرا نواسا ہے عظام۔" انہیں تعارف کا خیال آیا۔ عظام نے نورالنسا کو سلام کیا۔

"جیتے رہو بیٹا!" نورالنسا نے اسے دعا سے نوازا وہ اپنی نانی کو سہارا دے کر گاڑی میں بٹھانے لگا۔ وہیل چیئر فولڈ کر کے ڈگی میں رکھی۔ نورالنسا اور نورالہدیٰ بھی گاڑی میں بیٹھ گئی تھیں سارے راستے دونوں بوڑھی خواتین بیتی یادیں دہرائی رہیں۔

نورالہدیٰ مسز روزینہ عالم کی شاندار شخصیت سے متاثر ہو رہی تھی۔ ان کا دھیما لہجہ بولنے کا خوب صورت انداز اور مخاطب کو عزت دینے کا طریقہ سب ہی متاثر کن تھا۔ نورالنسا باتوں کے بیچ عظام کو راستہ بھی سمجھاتی رہی تھیں۔

نورالنسا اور نورالہدیٰ کی منزل قریب آ چکی تھی۔ رہائشی کالونی کے اندر گاڑی موڑنے کا کہنے کے بجائے نورالہدیٰ نے وہیں اترنا مناسب جانا تھا۔ ساتھ بیٹھی دادی کا گھٹنا دھیرے سے ہلایا۔

"ہاں ہاں یہیں اترتے ہیں۔" انہوں نے پوتی کے خاموش اشارے سمجھ کے کہا۔

"یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے گھر ہم دادی پوتی یہیں رکشے سے اتر کر آگے پیدل جاتے ہیں۔ اندر جانے کا کہو تو رکشے والا سو، دو سو مزید اینٹھ لیتا ہے۔"

کس سادگی بھرے انداز میں وہ یہاں اترنے کا جواز پیش کر رہی تھیں۔ عظام تو واقعی گاڑی روکنے ہی والا تھا لیکن اس کی بامروت نانو کو یہ کب گوارا تھا۔

"کیسی باتیں کرتی ہو نورالنسا! کیوں جاؤ گی [illegible] لگیں گے ہم تمہیں گھر تک [illegible] عظام کو۔" انہوں نے

کہا اور دادی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آگے راستہ بتانے لگی تھیں۔

"اب یہاں تک آ گئے ہیں تو ہمارے غریب خانے کو رونق بھی بخش دیجیے۔ ایک کپ چائے کے بارے میں کیا خیال ہے۔" گھر کے دروازے کے آگے اترتے ہوئے انہوں نے خلوص دل سے آداب میزبانی نبھانے چاہے۔

"اگر عظام کی مصروفیت اور میری طبیعت آڑے نہ آتی تو ضرور تمہارے ساتھ تمہارے گھر چلتی۔ تمہیں جب بھی فرصت ملے تو رابطہ کرنا۔ میں ڈرائیور بھیج دوں گی۔ پھر خوب تسلی سے گپ شپ لگائیں گے بلکہ مس مہر قریشی اور مسز رعنا ناصر کا رابطہ نمبر بھی دینا مجھے اگر ممکن ہوا تو انہیں بھی مدعو کروا لوں گی۔"

مسز روزینہ عالم نے پورا پروگرام ہی ترتیب دے ڈالا ان کے انداز و اطوار سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس اتفاقی ملاقات سے کتنی خوش ہیں۔

"بہت بہتر میں نورالہدیٰ کے ذریعے آپ کو ان لوگوں کا نمبر بھجوادوں گی۔ میرا موبائل تو سادہ سا ہے۔ یہ واٹس ایپ پر میسج بھیج دے گی۔ آپ کا نمبر اس نے اپنے موبائل میں محفوظ کرلیا ہے۔"

نورالنسا نے تسلی کروائی۔ دوران سفر ٹیلی فون نمبروں کا تبادلہ پہلے ہی ہو چکا تھا۔ روزینہ نے مسکرا کر اثبات میں گردن ہلا دی۔ الوداعی کلمات کے بعد ان کی گاڑی آگے بڑھ گئی تھی۔

نورالنسا اب پوتی کو ان کے بارے میں مزید بتانے لگی تھیں اور شام تک گھر میں مسز عالم ہی گفتگو کا مرکزی موضوع تھیں۔

وہ برسوں بعد اس اتفاقی ملاقات پر بہت خوش تھیں اور دادی کو خوش دیکھ کر نورالہدیٰ بھی خوش تھی۔

☆☆☆

چند دن گزرنے کے بعد فرحت ماسی نے خود فون کیا تھا۔ "نجیب بچوں کو یاد کر رہے ہیں لیکن اتنی دور آپ لوگوں کے لیے آنا بھی مسئلہ ہے۔ میں کل

ڈرائیور بھیج دوں گی۔ بچوں کو بھیج دیجیے گا خالہ! دو چار گھنٹے ماموں کے ساتھ گزار لیں گے پھر ڈرائیور ہی واپس چھوڑ دے گا۔"

انہوں نے نورالنسا سے اجازت طلب نہیں کی تھی بلکہ انہیں پروگرام سے آگاہ کیا تھا۔ مروت کی ماری نورالنسا انکار نہ کر پائی تھیں لیکن پوتا، پوتی دونوں نے ہی اس بات پر منہ بنالیا تھا۔

"دادی جان سنڈے کو تو ہم ابیہ پھوپھو کے ہاں جاتے ہیں۔ وجدان پورا ہفتہ میرا انتظار کرتا ہے اور حرا آپی، نور آپی کا، ماموں کے گھر جا کر ہم کیا کریں گے۔" عثمان بیزار ہو رہا تھا۔

"بیٹا ماموں یاد کر رہے ہیں تو ملنے چلے جاؤ۔ بڑوں کو انکار کرنا بدتہذیبی ہوتا ہے۔" انہوں نے پوتے کو پیار سے سمجھایا تھا۔

دونوں اگلے روز مارے باندھے ماموں کے چلے گئے تھے زندگی میں پہلی بار ماموں کے گھر سے ڈرائیور انہیں لینے آیا تھا۔

جن ماموں کے یاد کرنے کا خصوصی ذکر کر کے انہیں بلوایا گیا تھا ان سے تو پانچ منٹ کی سرسری سی ملاقات ممکن ہو پائی تھی ہاں فرحت مامی اور ان کی دونوں بیٹیاں خاصے پرتپاک انداز میں ملی تھیں۔

کھانے پر بھی اچھا خاصا اہتمام تھا۔ ابوبکر بھائی، ابوذر بھائی، حوریہ بھابھی، دونوں آپیاں اور مامی، کھانے کی میز پر سب ہی موجود تھے۔

حوریہ بھابھی لنچ کے فوراً بعد بچوں کو لے کر بیڈ روم میں چلی گئی تھیں۔

"نایاب یار! پروین سے کہہ کر ایک اسٹرانگ سی چائے تو بھجوانا اسٹڈی میں!" ابوبکر بھائی نے بہن کو مخاطب کیا۔

"آپی! میری چائے میں چینی ذرا کم ہو۔ پروین سے کہہ دیجیے گا بھول جاتی ہے۔" ابوذر بھی اٹھ گیا تھا۔

"یہ گھر تو پروین کے سہارے ہی چل رہا ہے ممی اور لگژمیں اور رباب نگرانی پر مامور نہ ہوں تو کیا بنے گا اس گھر کا۔ حوریہ بھابھی نے بچوں کا صحیح بہانا رکھا ہے صرف کھانے کے اوقات میں کمرے سے طلوع ہوتی ہیں۔" نایاب جھنجلا گئی تھی۔

"اور بیٹا تمہاری کیا مصروفیت ہے۔" فرحت مامی نے محبت بھرے انداز میں نورالہدیٰ کو مخاطب کیا۔

digest library.com

"کچھ خاص نہیں مامی بس وہ ہی روٹین لائف۔" اس نے مختصر سا جواب دیا۔

"کالج، وا لج جاتی ہو؟" انہوں نے مسکرا کر اگلا سوال کیا۔

"بی ایس مکمل ہو گیا ہے۔ اب ان شاء اللہ ایم ایس میں ایڈمیشن لوں گی۔" اس نے سادگی سے بتایا۔

"گھر کا کام تو دادی ہی دیکھتی ہوں گی ناں۔" نایاب نے مسکرا کر اندازہ لگایا۔

"نہیں وہ ہیلپ ضرور کرتی ہیں لیکن میں انہیں کام کرنے نہیں دیتی۔ اب نہ تو ان کی صحت اجازت دیتی ہے۔ ناں اب گھر کے کام کرنے کی عمر ہے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی ہمارے لیے وقف کی ہے۔ اب ان کی خدمت ہمارا فرض ہے۔" اس کے لہجے میں دادی کے لیے پیار ہی پیار تھا۔

"صحیح کہہ رہی ہو بیٹا! نزہت کے بعد تمہاری دادی نے جس طرح تمہاری پرورش کی اس کی مثال نہیں ملتی۔" انہوں نے کھلے دل سے سراہا تھا۔

پاس بیٹھا عثمان جی بھر کر بور ہوا تھا لگ رہا تھا مامی کو اور ان کی دونوں بیٹیوں کو صرف نور آپی سے ہی دلچسپی تھی۔

"مامی! ڈرائیور سے کہیں، وہ ہمیں واپس چھوڑ آئے۔ عثمان بھی بور ہو رہا ہے۔" آخر اس نے مروت ایک طرف رکھتے ہوئے کہہ ہی دیا۔

"ڈرائیور تو چلا گیا بیٹا۔ تمہیں ابوذر ڈراپ کر دے گا۔ نایاب بلالو بیٹا ابوذر کو۔"

اس نے خود کو پرسکون کیا۔ مامی کے بلانے پر ابوذر آ تو گیا تھا لیکن نورالہدیٰ کو اس کا موڈ آف لگا

تھا۔

digest library.com

☆☆☆

دادی جان کے توسط سے مسز روزینہ عالم کا رابطہ دو بچھڑی ہوئی کولیگز سے ہو گیا تھا انہوں نے سب کو اپنے گھر رات کے کھانے پر مدعو کیا تھا۔

''طیبہ اور زاہدہ تو خود پہنچ جائیں گی اور تمہیں لینے کے لیے میں ڈرائیور کو بھیج دوں گی۔ شام ساتھ گزاریں گے گپ شپ لگائیں گے اور فکر نہ کرنا۔ ڈرائیور ہی واپسی چھوڑ دے گا۔''

انہیں اندازہ تھا کہ نورالنسا کے لیے اتنی دور اکیلے آنا ممکن نہ ہوگا اس لیے انہوں نے پک اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری بھی خود لے لی تھی۔

یہ اور بات کہ مقررہ دن ڈرائیور کی عدم دست یابی کی وجہ سے یہ وعدہ ایفا کرنا مشکل ہو گیا۔ انہوں نے پریشان ہو کر عظام کو کال ملائی۔

''بیٹا میں نورالنسا سے کمٹمنٹ کر چکی ہوں کہ اسے لینے ڈرائیور بھیج دوں گی۔ وہ بے چاری میری منتظر بیٹھی ہو گی اور الماس نے جانے کس کام سے ڈرائیور کو بھیج دیا ابھی اسے فون کیا ہے کہتا ہے بی بی کے کام میں پھنسا پڑا ہوں دو گھنٹے سے پہلے واپسی ممکن نہیں۔'' وہ پریشان ہو کر نواسے کو تفصیل بتا رہی تھیں۔

عظام جانتا تھا۔ آج نانو کی بچھڑی سہیلیوں کی گیٹ ٹو گیدر ہے اور بہت عرصے بعد اس نے انہیں اتنا خوش دیکھا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ محض ایک ڈرائیور کے نہ ہونے سے ان کا بنا بنایا پروگرام خراب ہو۔

''آپ ٹینشن نہ لیں نانو! میں آفس سے گھر کے لیے نکل رہا ہوں آپ کی سہیلی کو میں لیتا آؤں گا۔'' اس نے انہیں تسلی دی۔

''تم آفس سے جلدی آ رہے ہو۔ خیریت بیٹا؟'' وہ متفکر ہوئیں۔ عظام انہیں اپنی طبیعت خرابی کا بتا کر مزید پریشان نہ کرنا چاہتا تھا۔

''بس آج گھر آ کر آپ سے گپ شپ کا ارادہ تھا۔ بھول ہی گیا کہ آج تو آپ نے اپنی کولیگز کو مدعو کر رکھا ہے۔''

''ہاں بیٹا۔ دو کولیگز خود پہنچ رہی ہیں۔ مسئلہ نورالنسا کا تھا وہ ہی جو ہمیں ہاسپٹل ملی تھی۔ میں اس بے چاری کو رکشہ ٹیکسی پر آنے کی کیا زحمت دیتی اسی لیے پک اینڈ ڈراپ کی آفر کر دی۔ الماس کو علم بھی تھا کہ آج مجھے ڈرائیور کی ضرورت ہو گی پھر بھی اس نے خیال نہ کیا۔'' ان کے لہجے میں نہ چاہتے ہوئے بھی شکوے کا رنگ آ گیا۔

''ممی کی باتوں پر کڑھنا چھوڑ دیں نانو۔ آپ مجھے بھی تو یہ ہی نصیحت کرتی ہیں ناں اور ڈونٹ وری میں ہوں ناں۔ آپ کی کولیگ کو لے کر آتا ہوں ضرورت پڑی تو واپس بھی چھوڑ آؤں گا۔'' اس نے انہیں تسلی دی تھی۔

محترمہ نورالنسا کی گلی میں گاڑی موڑنا ممکن نہ تھا ایک گھر کے سامنے ٹرک کھڑا تھا اور شاید جہیز کا سامان لوڈ ہو رہا تھا وہ پیدل ہی ان کے گھر کی طرف بڑھا لیکن دروازے پر پہنچ کر گھنٹی بجانے کی نوبت بھی نہ آئی دروازہ یکدم کھلا اور سولہ، سترہ سالہ لڑکا باہر نکلا تھا۔ سر پر ٹوپی اور انداز میں عجلت صاف ظاہر تھا کہ وہ نماز کے ارادے سے نکل رہا ہے۔

''میں محترمہ نورالنسا صاحبہ کو لینے آیا ہوں۔'' عظام نے تعارف کروایا۔

عثمان نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔ وہ جانتا تھا کہ دادی کی میڈم کا ڈرائیور انہیں لینے آنے والا ہے لیکن ڈرائیور اتنا خوبرو اور شان دار حلیے والا ہو گا یہ اس نے سوچا بھی نہ تھا۔

''دادی جان تیار ہیں آپ پانچ منٹ ویٹ کر لیں یہ پہلا دروازہ ڈرائینگ روم کا ہے آپ بیٹھیں۔ میری جماعت نہ مس ہو جائے میں سامنے والی مسجد سے صرف پانچ منٹ میں نماز پڑھ کر آتا ہوں۔''

عثمان نے اسے اندر آنے کا راستہ دیا اور خود تیر کی تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔ عظام ایک لمحے کے

لیے اندر جاتے ہوئے ہچکچایا لیکن یوں دروازے پر کھڑے رہنا بھی مناسب نہ لگا تھا سو اندر بڑھ گیا۔

ڈرائینگ روم کا ساز و سامان بیش قیمت نہ سہی لیکن صاف ستھرا اور نفیس ذوق کی ترجمانی کرتا ہوا تھا۔ نانو نے اس روز محترمہ نورالنسا کو ڈراپ کرنے کے بعد ان کی بہت تعریفیں کی تھیں ان کے بقول وہ خاتون بہت محنتی، فرض شناس اور خوددار تھیں۔ باوقار طریقے سے بیوگی کا طویل عرصہ کھاٹنے کے بعد انہوں نے بہت ارمانوں سے اپنے اکلوتے بیٹے کی شادی کی تھی لیکن پھر جواں سالہ بہو کی وفات کا صدمہ سہنا پڑا۔ پوتی، پوتے کی پرورش کے لیے انہوں نے پھر سے کمر کس لی۔ نانو ان باہمت خاتون کا تذکرہ بہت محبت بھرے الفاظ میں کر رہی تھیں۔

”آپ نے بھی تو اپنی ساری زندگی اپنے نواسے کے لیے وقف کر دی تھی نانو۔“ عظام نے انہیں محبت سے دیکھا تھا۔

”میرا نواسا تو خود میرے جینے کا سبب اور جواز ہے۔ اگر تم نہ ہوتے تو سوچو تمہاری نانو کتنی تنہا ہوتی۔ تم تو میرے لیے خدائی تحفہ ہو میرے بچے۔“

وہ جذباتی ہو گئی تھیں۔ عظام نے محبت سے ان کے ہاتھ پر بوسہ دیا تھا۔ نانو سے بڑھ کر دنیا میں اس کے لیے کوئی نہ تھا۔ آج ان ہی کی خاطر وہ طبیعت خرابی کے باوجود ایک اجنبی جگہ براجمان تھا۔ اسی اثناء میں قریبی کمرے سے آنے والی باتوں کی آواز نے اس کی توجہ کھینچ لی۔

”اتنے پیارے لگ رہے ہیں یہ ٹاپس۔ آپ ویسے ہی پہننے سے انکاری تھیں۔“

”اب سجنے سنورنے کی میری نہیں تمہاری عمر ہے میری بچی اور تم کسی بھی موقع پر بوڑھی دادی کا ہار سنگھار شروع کر دیتی ہو۔“

”میری بوڑھی دادی اس بڑھاپے میں بھی کتنی خوب صورت ہیں۔ کوئی مجھ سے پوچھے اور سچی دادی جان میں تو حیران ہوں کہ آپ کی آنکھوں کا شیڈ آپ کے لباس سے کیسے میچ کر جاتا ہے۔ آپ کو تو لینسز لگانے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔ سرمئی رنگ کے لباس میں آپ کی آنکھیں سرمئی لگتی ہیں۔ کبھی ہلکا سبز شیڈ دیتی ہیں تو کبھی شربتی شربتی سی لگتی ہیں میں نے دنیا میں اتنی خوب صورت آنکھیں کسی کی نہیں دیکھیں۔“ پوتی صاحبہ دادی کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھیں۔

”اور آپ نے میرا نام تو اپنے نام سے ملتا جلتا رکھ دیا۔ کیا ہی اچھا ہوتا میں آپ جتنی خوب صورت بھی ہوتی۔“ کیا حسرت بھرا انداز تھا۔

”کس نے کہہ دیا تم خوب صورت نہیں۔ چاند سا مکھڑا ہے تمہارا کفران نعمت مت کیا کرو۔“ دادی نے ناراضی سے ٹوکا۔

”ہاں مگر آپ کی طرح کلرڈ آئیز تو نہیں۔“ اس کا قلق ختم ہونے کا نام نہ لے رہا تھا۔

دادی پوتی کا دلچسپ مکالمہ سن کر عظام کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ ذرا دن پہلے ان دادی پوتی سے ایک سرسری سی ملاقات میں اس نے دونوں پر اتنا دھیان دیا ہی کب تھا آج ان کی باتیں دلچسپی کا باعث بن رہی تھیں۔

”ویسے وہ جو آپ کی میڈم تھیں ناں۔ وہ بھی بہت گریس فل شخصیت کی مالک تھیں اور مجھے تو ان کے بولنے کا انداز اور ان کا لب و لہجہ بھی بہت متاثر کن لگا تھا۔“

”ابھی تو تم انہیں جانتی ہی کب ہو نورالہدیٰ۔ ان کی شخصیت تو ایسی ہے جو ان سے ایک بار ملتا ہے ہمیشہ کے لیے گرویدہ ہو جاتا ہے۔ ان کا علم، ان کا حافظہ اور ان کا ادبی ذوق۔ تمہاری ان کی ملاقات ہو جائے تو تم تو ان کی مداح بن جاؤ گی۔“ وہ مسکرا کر پوتی سے مخاطب تھیں۔

”ویسے دادی جان سمجھ سے باہر ہے مجھے بوڑھے لوگوں کی کمپنی اتنی اٹریکٹ کیوں کرتی ہے۔ میری سہیلیاں حیران ہوتی ہیں کہ تم دادی کے ساتھ رہتے ہوئے بور نہیں ہوتیں جب میں انہیں بتاتی ہوں کہ نہ صرف میری دادی میری پکی سہیلی ہیں بلکہ

میری دادی کی سہیلیوں کی کمپنی بھی مجھے اتنی ہی اچھی لگتی ہے تو سب مجھے بوڑھی روح کہتی ہیں۔ مجھے تو انیسہ پھوپھو کے گھر جا کر ان کی ساس کے پاس بیٹھ کر اتنا مزہ آتا ہے اور حرا ناراض ہوتی ہے کہ دادی میری ہیں اور گن تمہارے گاتی ہیں۔"

وہ ہنسی تھی اور عظام کو اعتراف کرنا کہ اس لڑکی کی آواز کی طرح اس کی ہنسی بھی خوب صورت تھی۔

"اچھا میں نے آپ کے پرس میں چار پانچ کھجوریں رکھ دی ہیں اگر رات کا کھانا ذرا دیر سے سرو ہو تو چپکے سے کھجور کھا لیجیے گا آپ جانتی ہیں آپ کی شوگر لو ہو جاتی ہے۔"

"اچھا بیٹا میرا موبائل تو دیکھو۔ عثمان کو دیا تھا چارجنگ پر لگانے کے لیے کبھی مسز عالم کا فون آ رہا ہو۔ ان کا ڈرائیور بس پہنچنے والا ہوگا۔" نور النسا نے نوتی کو مخاطب تھی۔ وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکلی۔

"یہ عثمان بھی ناں دروازہ چوپٹ کھلا چھوڑ گیا۔ بہت لاپرواہ ہو گیا ہے یہ۔" وہ خفگی سے بڑبڑاتی دروازہ بند کرنے بڑھی تھی ڈرائنگ روم کے سامنے سے گزری تو ایک دم ٹھٹک کر رکی۔ عظام اسے دیکھ کر کھڑا ہوا تھا۔

"آپ کی دادی جان تیار ہیں تو بھیج دیجیے۔ مجھے نانو نے انہیں لینے بھیجا ہے۔" وہ شائستگی بھرے لہجے میں بولا۔ نور الہدیٰ ذرا ہکا بکا سی کھڑی تھی۔ عظام کو پہچان تو فوراً گئی لیکن جس بے تکلفی سے وہ دروازے پر دستک دیے بنا ان کے ڈرائنگ روم میں براجمان تھا وہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔

"جی میں بھیجتی ہوں۔" وہ اسی حیران پریشان کیفیت میں واپس مڑ گئی۔ عظام اس کی حیرت کا سبب جانتا تھا لیکن وضاحت کرنے سے قاصر تھا۔

اور جس وقت وہ محترمہ نور النسا کے ساتھ گھر سے نکل رہا تھا عثمان نماز پڑھ کر واپس آ رہا تھا۔

"آپی آپ نے اس ڈرائیور کو دیکھا کتنا شاندار تھا۔" ان کے جانے کے بعد عثمان نے توصیفی انداز میں نور الہدیٰ کو مخاطب کیا۔

"تم سے کس نے کہا یہ ڈرائیور تھا۔" نور الہدیٰ نے اسے گھورا۔

"میں خود اسے ڈرائنگ روم میں بیٹھنے کا کہہ کر نماز پڑھنے گیا تھا۔" عثمان کے کہنے پر اس نے بھائی کو گھورا۔

"ڈرائیور ایسے ہوتے ہیں بدھو۔ یہ نواسا تھا مسز عالم کا۔"

"اوہ پھر ٹھیک ہے ورنہ میرا تو حیرت سے برا حال تھا۔" عثمان نے سر ہلایا۔ نور الہدیٰ اس کے سر پر چپت لگا کر ہنس پڑی تھی۔

digest library.com ❤️❤️

☆☆☆

ابوبکر بھائی کے چھوٹے بیٹے کی سالگرہ تھی۔ فرحت مامی نے بہت اصرار سے ان سب کو سالگرہ پر مدعو کیا تھا۔

"حد ہوتی ہے بھئی اب میں نے نہیں جانا۔" نور الہدیٰ کو اس بلاوے پر غصہ آ گیا۔ آج انیسہ پھوپھو، حرا اور وجدان آئے ہوئے تھے۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ اور حرا گپ شپ لگا رہے تھے جب دادی جان کے پاس فرحت مامی کا فون آیا تھا۔

"ویسے نور! یہ جو تمہاری مامی آج کل تم سے اتنا التفات برت رہی ہیں تو مجھے تو دال میں کچھ کالا لگ رہا ہے۔" حرا نے قیاس آرائی کی۔

"یہی بات تو میری سمجھ سے بھی بالاتر ہے کہ اتنے عرصے بعد انہیں ہماری یاد کیوں ستانے لگی، اور بھی اتنی متواتر۔" وہ بیزاری سے بولی۔ دوسری طرف انیسہ بھی ماں سے کچھ ایسے ہی خدشے کا اظہار کر رہی تھیں۔

"ارے ہم سے کیا مفاد ہوگا فرحت کو۔ بلاوجہ کسی کے خلوص پر شبہ نہیں کرتے۔ مستقل بیماری جھیل رہی ہے بے چاری۔ ایسے میں خود بخود ہی دل نرم پڑ جاتا ہے۔ نزہت اکلوتی بہن تھی نجیب کی۔ بہن مری تو اس کی نشانیوں سے بھی منہ موڑ گئے وہ لوگ اب احساس ہوتا ہوگا تو مداوا کرنا چاہتے ہیں اور بس۔"

”تم اپنی بھتیجی اور اپنے بھتیجے کو مزید شہہ مت دینا۔ اب بھلا بتاؤ جب فرحت گاڑی بھجوانے کا بھی کہہ رہی ہے تو میں یہ کہہ کر انکار کردوں کہ ہم اتنے معروف ہیں بی بی کہ تمہاری خوشی میں شامل ہونے کے لیے ایک دو گھنٹے نہیں نکال سکتے یا پھر یہ کہ تمہارے پوتے کو تحفہ دینے کی استطاعت نہیں ہم میں۔“ وہ خفگی بھرے لہجے میں گویا ہوئیں۔

”اچھا فکر نہ کریں میں سمجھاتی ہوں نور کو۔“ انہوں نے ماں کو تسلی دی۔

☆☆☆

سالگرہ کا انتظام بہت بڑے پیمانے پر نہیں کیا گیا تھا۔ نایاب رباب، ان کے شوہر اور بچے تھے یا پھر حوریہ کے گھر والے، نور النسا کو بھی اس محدود پیمانے کی تقریب میں مدعو کیے جانے پر حیرت تو ہوئی لیکن انہوں نے اسے بے چاری بیمار فرحت کے خلوص پر محمول کیا تھا۔

سالگرہ کا کیک کٹ گیا تو نور النسا مغرب کی نماز کی ادائی میں مصروف ہوگئیں۔ نور الہدیٰ دادی کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

”بس اب آپ فرحت مامی سے اجازت لیں۔ کھانے پر روکیں بھی تو معذرت کر لیجیے گا۔ بابا اکیلے ہوں گے اور پھر عثمان نے بھی اپنے ٹیسٹ کی تیاری کرنی ہے۔ ریفرشمنٹ میں ہی اتنا کچھ تھا کہ اب کھانے کی گنجائش ہے بھی نہیں۔“ وہ دادی کے قریب ہو کر انہیں آہستگی سے مخاطب کر رہی تھی لیکن انداز اٹل اور قطعی تھا۔

”ہاں بیٹا! چلتے ہیں تمہاری مامی ہیں کہاں۔ باہر لان میں ہی ہیں کیا؟“ انہوں نے جائے نماز تہہ کرتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ ابھی نایاب آپی انہیں ان کے کمرے تک لے کر گئی ہیں۔“ نور الہدیٰ نے آگاہ کیا۔

”وہ پوتی کی معیت میں فرحت کے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔ کمرے کا دروازہ ادھ کھلا تھا لیکن آوازیں با آسانی باہر تک آرہی تھیں۔

”کتنی بار بتاؤں میں آپ سب کو کہ نور الہدیٰ میرے معیار پر پوری نہیں اترتی، کیوں آپ تینوں ایک ہی بات کے پیچھے پڑ گئی ہیں۔“ ابوذر کی جھنجلائی ہوئی آواز ان کی سماعت سے ٹکرائی تو گویا دونوں کے قدم زمین نے جکڑ لیے تھے۔

”خود غرض مت بنو ابوذر۔ اس گھر کا اور ممی کا سوچو۔ ہم دونوں بہنیں کب تک اپنا گھر بار چھوڑ کر ممی کا خیال رکھ سکتی ہیں۔ نور الہدیٰ ممی کے لیے ایک خدمت گزار بہو ثابت ہوگی۔ ممی کی جو کنڈیشن ہے، انہیں چوبیس گھنٹے دیکھ بھال کی ضرورت ہے ہم نے بہت سوچ سمجھ کر تمہارے لیے اس کا انتخاب کیا ہے۔“ نایاب بھائی کو سمجھا رہی تھی۔

”آپ لوگ صرف ممی کا سوچ رہے ہیں۔ میری مرضی میری رائے میری پسند اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ شادی زندگی بھر کا بندھن ہے۔ زبردستی کا سودا نہیں۔ میں کانفیڈنٹ، میچور اور ماڈرن لائف پارٹنر چاہتا ہوں۔ نور الہدیٰ میں خوب صورتی کے سوا ہے ہی کیا اور شخصیت کے بغیر خوب صورتی بھی میٹر نہیں کرتی۔ ایک عام ٹیپیکل گھریلو سی لڑکی۔ میں اس سے شادی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔“ وہ بیزاری سے بولا۔

توہین اور اشتعال کے مارے نور الہدیٰ کا برا حال ہو رہا تھا اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے دادی کو دیکھا۔ وہ نگاہیں چرا گئی تھیں۔

☆☆☆

”مجھ سے کیوں خفا ہو میری گڑیا۔ میری توبہ جو میں نے تمہیں آئندہ وہاں جانے پر مجبور کیا۔“ نور النسا پوتی کو منا رہی تھیں۔

وہ تین دن سے ان سے ضروری بات کے علاوہ کوئی اور بات نہیں کر رہی تھی۔ وہ اس کی خفگی کے جواز سے واقف تھیں تب ہی اسے منانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

”میں آپ سے خفا نہیں ہوں دادی جان! جو ہوا آپ کا کیا قصور بس مجھے ابوذر بھائی کی باتوں سے

تکلیف ہوئی کس بے رحمی سے وہ میری ذات کا تجزیہ کر رہے تھے اور اس سے بھی زیادہ دکھ مجھے مامی اور ان کی بیٹیوں کی خود غرضی پر ہو رہا تھا۔

وہ حور یہ بھابھی کو بھگت چکے ہیں ناں انہوں نے سوچا نور الہدیٰ تو اللہ میاں کی گائے ہے۔ بہو کے روپ میں اس سے بہتر انتخاب کوئی اور نہیں وہ اپنے بیٹے کی ناپسندیدگی جاننے کے باوجود مجھے ان کے سر پر تھوپنا چاہ رہے تھے اگر ہم ان کی باتیں نہ سن لیتے اور کل کلاں وہ لوگ رشتہ لے آتے تو آپ نے تو مروت کے مارے فوراً ہاں کر دینی تھی اور میں زبردستی کسی کی زندگی کا حصہ بن جاتی۔''

وہ انتہائی دکھ بھرے لہجے میں دادی سے مخاطب تھی۔ اس کی بات کچھ غلط بھی نہ تھی۔ نور النسا نے پوتی کو گلے سے لگایا۔

''اللہ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے۔ اس روز اگر ہم سالگرہ میں نہ جاتے اور وہ باتیں نہ سنتے تو ہوسکتا ہے جانے انجانے میں کوئی غلط فیصلہ بھی سرزد ہوجاتا لیکن اب ہر طرح کے خدشے کو ذہن سے جھٹک دو۔ میرے لیے میری بچی کی عزت نفس سب سے زیادہ اہم ہے۔ فرحت اگر کسی طور ابوذر کو راضی کر کے رشتہ مانگنے آئی بھی تو تب بھی میرا جواب انکار میں ہی ہوگا۔'' انہوں نے اسے دوٹوک انداز میں باور کرایا۔

''بالکل اور آپ نے صرف انہیں ہی انکار نہیں کرنا بلکہ یہ جو آپ نے انیسہ پھوپھو کے ساتھ مل کر جیکے جیکے میرے لیے رشتہ ڈھونڈ مہم شروع کر رکھی ہے فی الحال اس سلسلے کو بھی بند کریں میں نے ابھی اور پڑھنا ہے۔'' نور الہدیٰ نے موقع غنیمت جان کر دوسرا مطالبہ بھی سامنے رکھ دیا۔

''تو رشتہ کون سا ابھی مل رہا ہے بچے! بوڑھی دادی کی مجبوری بھی تو سمجھو۔ اپنی زندگی میں ہی تجھے گھر بار کا کرنا چاہتی ہوں۔ ہر گھڑی اللہ سے بس یہ دعا کرتی ہوں کہ میری نگاہوں کے سامنے میری نور الہدیٰ کا گھر بس جائے۔ نزہت ہوتی تو یہ فکر میرے بجائے اس کی ہوتی اب تو میں تیری دادی بھی ہوں اور ماں بھی۔'' انہوں نے اسے پیار بھرے لہجے میں سمجھانا چاہا۔

''آپ میرا سب کچھ ہیں اور اللہ آپ کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ بس ہر وقت ہماری فکر میں ہلکان مت رہا کریں۔'' اس نے دادی کے سینے میں سر چھپایا۔ وہ اس کا سر تھپک کر مسکرا دی تھیں۔

digest library.com

☆☆☆

ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ان کی دعاؤں کو اللہ اتنی جلد سند قبولیت بخش دے گا۔ ان کی نور الہدیٰ سیپ میں چھپا وہ موتی تھا جس کی قدر کوئی گوہر شناس ہی کر سکتا تھا۔

ابوذر نے جس کو عام سی گھریلو لڑکی کہہ کر مسترد کیا تھا روزینہ عالم نے اپنے شہزادوں جیسے نواسے کے لیے اس کا ہاتھ مانگ لیا، جب وہ نور الہدیٰ کا رشتہ مانگنے آئیں تو نور النسا کو اپنے کانوں پر یقین ہی نہ آیا۔

''میں عظام کی تعریف اس لیے نہیں کر رہی کہ وہ میرا نواسا ہے بلکہ وہ واقعی قابلِ تعریف ہے تم آنکھیں بند کر کے اپنی پوتی کا ہاتھ میرے نواسے کے ہاتھ میں دے سکتی ہو میں عظام کے متعلق ہر طرح کی گارنٹی دینے کو تیار ہوں۔''

''مجھے آپ کے کہے پر اعتبار ہے اور میں آپ کے نواسے کے رشتے کو یقیناً اپنی پوتی کی خوش بختی تصور کرتی ہوں لیکن ہمارے اور آپ کے معیارِ زندگی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہم سفید پوش لوگ ہیں مسز عالم! اگر نور الہدیٰ آپ لوگوں کے معیار پر پوری نہ اتر پائی تو جانے رشتہ نبھے گا بھی یا نہیں۔'' ابوذر کی باتوں نے انہیں نامعلوم سے خدشے میں مبتلا کر دیا تھا۔

''نور الہدیٰ کا رشتہ مانگنے میں ایسے ہی تو نہیں چلی آئی نور النسا! ظاہر ہے میں نے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ عظام جیسی لڑکی سے شادی کا خواہش

مند ہے تمہاری پوتی اس خاکے پر پوری اترتی ہے اور صرف تمہاری تسلی کے لیے بتائے دے رہی ہوں کہ یہ عظام کی اپنی خواہش ہے اور میرے لیے عظام کی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں بہت آس لے کر تمہارے پاس آئی ہوں۔ انکار مت کرنا۔" وہ لجاجت بھرے انداز میں گویا ہوئیں۔

"میں مامون سے مشورہ کر کے آپ کو جواب سے آگاہ کردوں گی اللہ نے چاہا تو سب بہتر ہی ہوگا۔" انہوں نے مسکرا کر مسز روزینہ عالم کو مخاطب کیا۔

حسب توقع مامون بھی اس رشتے پر شش و پنج کا شکار ہوگئے تھے۔ "آپ نے ان لوگوں کے رہن سہن کے بارے میں جو بتایا اماں تو ہمارا اور ان کا کوئی جوڑ بنتا تو نہیں۔ سیانے کہتے ہیں رشتہ داری اپنے جیسوں میں کرنی چاہیے۔"

"رب نے میری شہزادی کے لیے ایک شہزادہ بھیج دیا ہے مامون! میری دعاؤں کی قبولیت نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ بھی تو سوچو کہ کہیں اس رشتے کو ٹھکرانا کفران نعمت کے زمرے میں تو نہیں آئے گا۔ بہت مان اور چاہت سے رشتہ مانگا ہے انہوں نے نور کا۔" نورالنسا اس رشتے پر بہت خوش اور مطمئن تھیں۔

"اور عظام کے والدین......؟" مامون نے اگلا سوال پوچھا۔ رشتہ لانے والے اس کی نانی بھی والدین کے بارے میں ان کا سوال منطقی تھی۔

"دونوں میاں بیوی ہمیشہ سے ہی اپنے کاروبار سنبھالنے میں مصروف رہے ہیں عظام کی پرورش اس کی نانی نے ہی کی ہے اور عظام نے اپنی زندگی کے بارے میں ہر قسم کے فیصلے کا اختیار بھی ان ہی کو سونپ رکھا ہے۔ ویسے مسز عالم کہہ رہی تھیں کہ اگر ہمارا جواب اثبات میں ہوتا ہے تو وہ عظام کے والد سے تمہاری بات کروادیں گی۔ تم اپنے دل کی تسلی کے لیے ان سے بھی جو پوچھنا چاہو پوچھ لینا۔"

"ابھی تو نور بہت چھوٹی ہے اماں! میں نے سوچا بھی نہ تھا اسے جدا کرنے کا مرحلہ اتنی جلد آجائے گا۔" وہ آبدیدہ ہوگئے تھے — بیٹیوں کو وداع کرنے کا مرحلہ ماں باپ کی زندگی کا مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ "مسز عالم نفیس خاتون ہیں عظام کی پرورش ان ہی کے ہاتھوں انجام پائی ہے میرے دل کے اطمینان کے لیے ایک یہ ہی وجہ کافی ہے۔ مجھے ان کی دولت سے کوئی سروکار نہیں بس مجھے اپنی نور کے لیے اعلیٰ کردار کا شریک حیات چاہیے تھا۔

عظام کی شرافت و نجابت کی گواہی مسز عالم دے رہی ہیں اور میں انکار کر کے کفران نعمت کی مرتکب نہیں ہونا چاہتی۔"

نورالنسا ازحد مطمئن تھیں۔

ماں کی فہم و فراست پر مامون کو ویسے ہی پورا بھروسہ تھا۔ مسز عالم کو ہاں کہلوادی گئی۔

عظام کے والد جہانگیر صاحب نے مامون احمد سے رابطہ کر کے ازخود شکریہ ادا کیا تھا۔

"بس آپ یوں سمجھیں عظام ممی (مسز عالم) کا ہی بیٹا ہے آپ ان سے مشورہ کر کے شادی کی تاریخ مقرر کر لیجیے ان شاء اللہ جب تک میں اور میری بیوی بھی واپس پہنچ جائیں گے۔ عظام ممی کی طبیعت کی وجہ سے جلد شادی کا خواہش مند ہے بس آپ لوگ اس خواہش کو مدنظر رکھیے گا۔"

انہوں نے بہت شائستگی سے اپنا مطالبہ سامنے رکھ دیا تھا۔ مسز عالم نے بھی کم و بیش یہ ہی بات دہرائی تھی۔

"میں جلد از جلد عظام کی خوشی دیکھنا چاہتی ہوں۔ ہمیں نورالہدیٰ کے سوا کچھ نہیں چاہیے بس اسے جلد از جلد ہمارے گھر کی رونق بنا دیجیے۔" وہ اسے پیار بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے نورالنسا اور مامون سے مخاطب تھیں۔

سب کچھ اتنا اچانک طے ہوگیا تھا کہ نورالہدیٰ کے دل و دماغ زندگی کی یہ نئی حقیقتیں تسلیم ہی نہ کر پا رہے تھے ابھی تو اس نے آگے پڑھنا تھا۔

دادی جان نے شادی کی تیاریوں کے لیے انیسہ پھوپھو کو بلوالیا تھا۔ حرا بھی ان کے ساتھ تھی اور

اب اٹھتے بیٹھتے نور الہدیٰ کو عظام کے نام پر چھیڑ کر زچ کرتی رہتی تھی۔

"کہاں ہم دونوں مل کر میری شادی کی تیاری کا پلان بناتے تھے اور کہاں تم یوں اچانک ہم سب کو چھوڑ کر عظام احمد کے سنگ رخصت ہونے والی ہو۔ کیا فلمی اسٹوری ہے نور۔ وہ آیا اس نے دیکھا اور فوراً ہی رشتہ بھجوا دیا۔" وہ محبت بھری شوخی سے سہیلی کو چھیڑ رہی تھی۔

"بکو مت۔" نور الہدیٰ کے گال دہک اٹھے تھے۔

"بکواس نہیں کر رہی۔ نانی جان نے خود امی کو بتایا ہے کہ رشتے میں عظام بھائی کی اپنی پسندیدگی بھی ہے۔" حرا نے مسکرا کر بتایا۔

"مجھے یقین نہیں آتا حرا۔ ہم دونوں کا صرف دو بار آمنا سامنا ہوا ہے۔ ایک بار انہوں نے اسپتال سے واپسی پر ہمیں گھر ڈراپ کیا تھا۔ بمشکل بیس منٹ کا سفر ہوگا اور میں تو سارا راستہ بالکل خاموش بیٹھی تھی دوسری بار وہ دادی جان کو گھر لینے آئے تھے تب تو صرف چند سیکنڈز کا آمنا سامنا ہوا تھا۔ اتنی تھوڑی سی دیر کے آمنے سامنے پر کون زندگی بھر کے ساتھ کا فیصلہ لیتا ہے۔" نور الہدیٰ نے اپنی الجھن اپنی ہجولی کے آگے ہی بیان کی۔

"آئینے کے سامنے کھڑی جاؤ جواب خود ہی مل جائے گا کہ عظام بھائی تم پر کیوں فدا ہوئے؟"

"خوب صورتی کی بنیاد پر شادی کا فیصلہ کرنا نری حماقت ہے۔ اور دادی جان نے ایسے بے وقوف بندے کو میرا جیون ساتھی چن لیا۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"حد ہے ناشکری کی نور۔ نانی جان نے یہ فرمودات سن لیے تو خوب کلاس لیں گی تمہاری۔" حرا نے اسے گھورا تو اس نے واقعی دل ہی دل میں توبہ کی تھی۔

دل کے کورے کاغذ پر تو عظام احمد کا نام ویسے ہی نقش ہو گیا تھا۔

☆☆☆

بالآخر وہ دن بھی آن پہنچا جب نکاح نامے پر دستخط اور ایجاب وقبول کے بعد وہ جیون ساتھی کے رتبے پر فائز ہو گیا۔

حیران کن بات یہ تھی کہ عظام کی ماں نے شادی سے پہلے اکلوتی بہو سے ملنے کا تکلف بھی گوارا نہ کیا۔ نور النسا کو بھی یہ بات کھٹکی تھی لیکن مسز عالم ہر مرحلے پر عظام کی سرپرست کی حیثیت سے موجود تھیں۔ جہانگیر احمد نے بھی ٹیلی فونک رابطہ برقرار رکھا تھا۔

نور الہدیٰ اپنی ساس سے پہلی بار شادی والے روز ہی ملی۔ ان کے انداز میں بہو کے لیے کوئی والہانہ پن جھلکتا تھا۔ بارات کے ساتھ گنتی کی چند خواتین تھیں جن میں سے ایک عظام کی ماں الماس جہانگیر بھی تھیں دلہن اور اس کے گھر والوں سے رسمی انداز میں مل کر وہ ایک الگ تھلگ نشست پر براجمان ہو گئی تھیں۔ بیماری اور نقاہت کے باوجود مسز عالم ہر رسم اور ہر مرحلے میں پیش پیش تھیں۔ گھر پہنچنے پر بھی وہ ہی تھیں جو نئی دلہن کو والہانہ انداز میں خوش آمدید کہتے ہوئے ڈھیروں دعاؤں سے نواز نے کے ساتھ مختلف رسومات کی ادائیگی بھی کر رہی تھیں۔

"نانو آج کا دن آپ کے لیے بہت ہیکٹک تھا اب پلیز خود کو اور مت تھکائیں جو باقی رسمیں رہ گئی ہیں کل کر لیجیے گا میں اور نور الہدیٰ ہیں ناں آپ کے پاس۔"

digest library.com❤️❤️

عظام نے محبت بھرے انداز میں انہیں مخاطب کیا اور اس کے لبوں سے اپنا نام سن کر نور الہدیٰ اپنے آپ میں سمٹ گئی تھی۔ آج کے دن جہاں ہر لب پر دلہن بنی نور الہدیٰ کے بے پناہ حسن کا تذکرہ تھا وہاں ہر کوئی اس کے وجیہہ دولہا کو بھی سراہ رہا تھا اور نور الہدیٰ کے دل کی دھڑکن معمول پر آنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔

"واقعی بہت تھک تو گئی ہوں بیٹا لیکن تم آج کے دن میری خوشی کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تم دونوں کو سدا شاد آباد رکھے۔ تمہیں ایک دوسرے کے سنگ اتنی خوشیاں ملیں کہ میرے بعد میری روح بھی

آسودہ رہے۔"

"اللہ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے نانو۔" اس نے بوڑھی نانی کو بازو کے حلقے میں لے کران کی پیشانی چومی تھی نانی، نواسے کی محبت نور الہدیٰ کے لیے حیران کن نہیں تھی۔ وہ خود بھی تو اپنی دادی کو اسی طرح ٹوٹ کر چاہتی تھی۔

"چلیں میں آپ کو آپ کے کمرے میں چھوڑ کر آتا ہوں۔ رات والی نرس بھی پہنچ چکی ہے۔ اب آپ آرام کیجیے۔" وہ نرمی سے بولا تو مسز عالم اثبات میں سر ہلاتی، ایک بار پھر نور کو پیار کر کے نواسے کے ساتھ چلی گئی تھیں۔

دونوں کے کمرے سے جانے کے بعد نور کے حواس ذرا بحال ہوئے تھے۔ اب دھیان اپنوں کی جانب چلا گیا تھا۔ وہ، عثمان، بابا اور دادی چاروں ہی ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم تھے۔

دادی جان بھلے سے اس عمر میں بھی خاصی ایکٹو تھیں لیکن وہ ذیابیطس کی مریضہ تھیں انہیں مکمل پرہیز کروانا اور وقت پر دوا دینا نور الہدیٰ کی ذمہ داری تھی۔ بابا کا باقاعدگی سے بلڈ پریشر چیک کرنا، چٹورے عثمان کے فرمائشی پروگرام پورے کرنا، اس کی بکھری کتابوں کو سلیقے سے سمیٹ کر رکھنا، الٹ پلٹ ہوتی کپڑوں کی الماری کو بار بار ترتیب دینا گھر میں لگے بے شمار پودوں کو پانی دینا۔ اب جانے یہ سب کام کیوں اور کیسے ہو جائیں گے۔

انیسہ پھوپھو کا گھر زیادہ دور نہ تھا۔ نور الہدیٰ کو ان کی ذات کی طرف سے بڑا اطمینان تھا جانتی تھی کہ وہ مصروفیت کے باوجود دادی جان وغیرہ کی طرف سے غافل نہ ہوں گی۔ اپنوں کا پاس ہونا بھی کتنی تقویت کا باعث ہوتا ہے اللہ نے بہن بھائیوں کا کتنا حسین رشتہ تخلیق کیا ہے۔ ایک دوسرے کا سہارا اور ایک دوسرے کے ہمدرد و غمگسار۔

لیکن پھر اس کے دماغ کی رو نجیب ماموں کی طرف چلی گئی۔ وہ بھی تو اس کی ماں کے اکلوتے بھائی تھے اور انہیں مرحومہ بہن کے بچوں سے کوئی سروکار تک نہ تھا۔ دادی جان خود جا کر انہیں شادی کا کارڈ دے کر آئی تھیں۔ شادی سے چار دن پہلے ماموں کی طرف سے نایاب آپی ایک لفافہ دے گئی تھیں۔ ساتھ ہی ماموں کی مصروفیت اور مامی کی طبیعت کے بارے میں بتا کر شادی میں شرکت سے پیشگی معذرت بھی کر لی تھی۔

"روپے پیسے رشتوں کا نعم البدل نہیں ہوتے۔ مجھے خوشی ہوتی اگر نجیب بھانجی کو اپنی دعاؤں میں رخصت کرتا۔ بہر حال اس کے تحفے کا شکریہ ادا کر دینا۔" دادی رسان بھرے لہجے میں نایاب آپی سے مخاطب تھیں۔

نایاب آپی نے مزید وضاحت کی ضرورت بھی محسوس نہ کی۔ نور الہدیٰ سے ان کی غرض ختم ہو گئی تھی۔ دس بارہ منٹ بیٹھ کر رسمی انداز میں شادی کی مبارک باد دیتی وہ واپس ہولی تھیں۔ لیکن آج اس وقت وہ ان لوگوں کے بارے میں کیوں سوچ رہی تھی۔ اس نے اپنا ذہن جھٹکا۔ نفاست اور سلیقے سے سجے بیڈ روم کا جائزہ لیا۔ نور الہدیٰ کا جی چاہا کہ وہ اس مہلت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بار گھر فون کر کے گھر والوں کی خیریت دریافت کر لے، دادی جان بہت حوصلے اور ہمت سے کام لینے کے باوجود آج اس کی رخصتی سے بہت مضمحل اور پژمردہ تھیں۔ پریشانی اور ٹینشن میں سب سے پہلے ان کا شوگر لیول ہی گھٹتا بڑھتا تھا اس نے ان کی خیریت پوچھنے کے لیے پرس سے موبائل نکال لیا تھا۔ موبائل کی چارجنگ بالکل ختم ہونے کو تھی۔ اسے یاد بھی نہ تھا کہ شادی کے ہنگامے میں آخری بار موبائل چارج کب کیا تھا۔ یہ تو حرا کی مہربانی تھی کہ اس نے رخصتی سے ذرا پہلے یاد آنے پر اس کے پرس میں موبائل بھی ڈال دیا تھا۔ ڈیڈ ہوتی بیٹری دیکھ کر وہ فون کرنے یا نہ کرنے کی کشش و پنج میں مبتلا تھی کہ اچانک فون کی بیل سے وہ بری طرح چونک پڑی اس نے بے تابی سے فون کان سے لگایا۔

"آپی! دادی جان کی شوگر چیک کرنی ہے لیکن گلوکو میٹر نہیں مل رہا۔ آپ کو کچھ یاد ہے کہاں رکھا

تھا۔" عثمان کی پریشان سی آواز سن کر وہ بھی بری طرح پریشان ہوئی تھی۔

"عثمان گلوکو میٹر دادی جان کی الماری میں ہی ہوتا ہے۔ الماری کا لیفٹ سائیڈ والا پٹ کھولو۔ ایک طرف دوائیوں کا ڈبہ پڑا ہے۔ اس کے ساتھ ایک بڑا باکس ہے اسی میں بی پی آپریٹس بھی رکھا ہے اور گلوکو میٹر بھی۔"

"دیکھ چکا ہوں آپی۔ نہیں مل رہا۔" وہ روہانسا ہوا۔ عام حالات ہوتے تو وہ عثمان کو غصے سے کہتی کہ آنکھیں کھول کر دیکھو اسے سامنے پڑی چیز بھی مشکل سے دکھائی دیتی تھی لیکن آج بھائی پر غصہ کرنے کے بجائے وہ خود بری طرح پریشان تھی بس نہ چل رہا تھا کہ اڑ کر گھر پہنچ جائے۔

"دادی جان کی طبیعت کیا زیادہ خراب ہے۔" اس نے متوحش ہو کر پوچھا۔

"خراب تو ہے لیکن بابا نے کہا میڈیسن دینے سے پہلے شوگر لیول......" عثمان کی بات ادھوری ہی تھی کہ پیچھے سے حرا کی آواز سنائی دی۔

"عثمان کس سے بات کر رہے ہو۔" وہ جواب میں بولا تھا۔

"آپی سے۔" اور حرا جواب سن کر چلائی تھی۔

"تمہارا دماغ تو درست ہے۔ اسے کیوں پریشان کر رہے ہو۔" اور عثمان بے چارہ مزید بوکھلا گیا تھا۔

"اوکے آپی آپ فکر نہ کریں اللہ حافظ۔"

وہ ارے، ارے ہی کرتی رہ گئی اور عثمان نے کال کاٹ دی تھی۔ نور الہدیٰ بے پناہ اضطراب کا شکار ہوگئی۔ اس کی چھٹی حس غلط نہ تھی۔ دادی جان کی طبیعت واقعی خراب تھی، اس نے پریشان ہو کر دوبارہ کال ملانی چاہی لیکن چارجنگ بالکل ختم ہو چکی تھی۔ وہ بے قراری سے لب کچلنے لگی بیڈ سے اتر کر کمرے میں چاروں جانب نگاہ دوڑائی کہ کہیں کوئی ایسا چارجر نظر آجائے جو اس کے فون میں بھی لگ سکے لیکن کمرے میں سرے سے کوئی چارجر موجود ہی نہ تھا۔

"اوہ خدایا کیا کروں۔ وہ اپنا دلہناپا اور شرم و جھجک بھول بھال کر دونوں ہاتھوں میں سر تھام کر بیٹھ گئی تھی۔

digest library.com

☆☆☆

"کتنے لوگوں نے بارات میں انوائیٹ نہ کرنے پر شکوہ کیا لیکن میں وہاں بیٹھ کر شکر کر رہی تھی کہ اپنے سرکل کے لوگوں کو وہاں نہ نے کر گئی۔ لیکن اب یہ سوچ کر پریشان ہوں کہ کل ریسیپشن میں جب سب اکٹھے ہوں گے تو لوگوں کی طنزیہ ہنسی اور تمسخرانہ انداز کیسے برداشت کریں گے۔ سب کو تجسس ہے کہ ہم نے کس فیملی میں عظام کا رشتہ جوڑا۔ کل اس کی بیوی کے گھر والے بھی موجود ہوں گے تو سب کو ہی پتا لگ جائے گا کہ ہم نے اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے کس قسم کی فیملی کا انتخاب کیا ہے۔ کتنا ایمبیریسنگ ہوگا ہمارے لیے۔"

الماس عظام کو طنزیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے شوہر سے مخاطب ہوئیں۔

"کس قسم کی فیملی سے آپ کی کیا مراد ہے ممی۔ عزت دار اور شریف لوگ ہیں وہ۔ سفید پوش ہیں تو کیا ہوا۔ متوسط طبقے سے تعلق رکھنا کوئی جرم تو نہیں۔ آپ اپنا ماضی کیوں بھول جاتی ہیں۔ سنگل پیرنٹ ہوتے ہوئے نانو نے جس طرح مشقت بھری زندگی گزارتے ہوئے آپ کی پرورش کی تو آپ کو اس حال تک اسٹیٹس کانشس ہونا زیب نہیں دیتا۔" عظام نے تاسف بھرے انداز میں الماس جہانگیر کو دیکھا۔

"تمہارا دماغ ممی نے ہی خراب کیا ہے۔ ان کی کتابی باتیں صرف کتابوں کی حد تک ہی اچھی لگتی ہیں۔ زندگی میں آگے بڑھنے کے لیے پروگریسو اپروچ کا ہونا ضروری ہے۔ شیراز آفندی کتنا انٹرسٹڈ تھا اپنی بیٹی کے لیے تم میں۔ علیزے خود تمہاری طرف واضح جھکاؤ رکھتی تھی۔ اس خاندان سے رشتہ جوڑ کر ہمارا بزنس کہاں سے کہاں پہنچ سکتا تھا لیکن تمہارے اس احمقانہ فیصلے نے سب برباد کر دیا۔"

"اسٹاپ اٹ الماس! عظام کو اس کی زندگی

متعلق ہر طرح کے فیصلے کا اختیار میں نے خود دیا ہے ہمیں اس کے فیصلے کا احترام اور اس کی خوش گوار زندگی کے لیے دعا کرنی چاہیے اور بس۔“

جہانگیر احمد نے بیوی کو ٹوکا۔ عظام نے ممنون ہو کر باپ کو دیکھا زندگی میں پہلی بار اسے احساس ہوا تھا کہ باپ کو اس کی خوشیوں کی پروا ہے۔

”آپ کو لگتا ہے یہ اس سولہویں صدی کے نمونے کے ساتھ خوش گوار زندگی جیے گا۔ اس نے یہ فیصلہ صرف ممی کی خاطر کیا ہے اس کو ان کے لیے ایک خدمت گزار ٹائپ بہو چاہیے تھی صرف ان کی خاطر اس نے اپنے گلے میں ایسا ڈھول لٹکا لیا ہے جو اسے ساری عمر نہ چاہتے ہوئے بھی پیٹنا پڑے گا۔“ وہ طنز کرنے سے باز نہ آ رہی تھیں۔

”ٹھیک ہے ممی میں مانتا ہوں کہ میں نے فقط نانو کے لیے یہ احمقانہ قدم اٹھایا ہے اور واقعی مجھے یہ ڈھول تا عمر پیٹنا پڑے گا لیکن آپ یہ کیوں نہیں سوچتیں کہ یہ سب آپ کی خود غرضی اور لاپروائی کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ کے پاس اپنی ماں کے لیے دو منٹ نہیں۔ وہ چوبیس گھنٹے ملازموں کے رحم و کرم پر ہیں۔ ان کی کنڈیشن کتنی سیریس ہے یہ آپ بھی اچھی طرح جانتی ہیں۔ پچھلی نرس کی غفلت اور لاپروائی سے ان کی جان تک خطرے سے دوچار ہو گئی تھی اور آپ کو اپنے بزنس ٹور سے ہی فرصت نہیں۔ وہ میری تو صرف نانو ہیں۔ ماں تو آپ کی ہیں ناں اگر آپ کے دل میں ماں کے لیے محبت اور ذرا سا احساس ذمہ داری ہوتا تو شاید میں اپنی زندگی کے لیے وہ فیصلہ نہ لیتا۔ جس کو آپ گلے میں پڑے ڈھول سے تشبیہ دے رہی ہیں۔“

وہ جواباً ان سے بڑھ کر تلخ ہوا تھا۔ بات کرتے کرتے اس کی نگاہ دروازے کی سمت اٹھی تھی اور پھر نگاہ پلٹنا بھول گئی۔

”تم دونوں بلیم گیم کھیلنا بند کرو۔ اگر عظام نے یہ فیصلہ ممی کی خاطر کیا ہے تب بھی کچھ غلط نہیں کیا۔ ممی نے بھی تو اپنی زندگی واری ہے اس پر۔ عظام بیٹا چلو جاؤ اب۔ الماس کی باتوں کو دل پر نہ لو۔ جانتے ہو ناں ابھی فرسٹریٹڈ ہے۔ دل کی بھڑاس نکال کر نارمل ہو جائے گی۔“

جہانگیر احمد نے بیٹے کو مخاطب کیا لیکن بیٹا ان کی جانب متوجہ تھا ہی نہیں۔ وہ نور الہدیٰ کو واپس پلٹتا دیکھ چکا تھا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ نئی نویلی دلہن یوں مٹر گشت کرتے ہوئے لاؤنج کے دروازے تک آن پہنچے گی۔

”اوہ خدایا“ ایک تھکی تھکی سانس اس کے لبوں سے برآمد ہوئی جانے وہ کیا کچھ اور کتنا سن چکی تھی۔

جس وقت وہ بیڈ روم میں داخل ہوا۔ دلہن روایتی انداز میں بیڈ پر بیٹھی نہ ملی۔ وہ دونوں ہاتھوں میں سر تھامے بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے بیٹھی تھی۔

”کیا ہوا نور الہدیٰ طبیعت تو ٹھیک ہے؟“

عظام نے اسے دوستانہ انداز میں مخاطب کیا۔ نور نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ اور کیا نہیں تھا ان نگاہوں میں۔ عظام کو خود نگاہیں چرانا پڑ گئیں۔

”میرا خیال ہے تم نے میری اور ممی کی باتیں سن لی ہیں۔“ وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا۔ نور الہدیٰ نے اب بھی کوئی جواب نہ دیا لیکن اب آنسو اس کے گالوں پر پھسلنے لگے تھے۔ وہ بے بسی سے لب کچل رہی تھی لیکن باوجود کوشش کے آنسوؤں پر بند باندھنا ممکن نہ تھا۔ ہتھیلی کی پشت سے آنسو پونچھتی لیکن وہ پھر سے بہنے لگتے۔

”پلیز کچھ تو بولو۔ کوئی بات کرو۔ خاموش رہنے سے غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں اور میں ہرگز نہیں چاہتا کہ تم میرے بارے میں اور خصوصاً ہمارے رشتے کے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار ہو۔ میں نے یہ رشتہ دل و دماغ کی پوری آمادگی کے ساتھ جوڑا ہے تم ممی کی کسی بات کو دل پر نہ لو۔“

”میں آپ کی ممی کی کسی بات کو دل پر نہیں لے رہی۔ میں نے خود آپ کے منہ سے آپ کی بات سنی ہے آپ کو اپنی نانو کے لیے خدمت گزار بہو چاہیے تھی اس لیے آپ نے مجھ سے رشتہ جوڑا ہے۔ اور یہ

ڈھول آپ کو تا عمر پیٹنا پڑے گا۔"

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں اسے اس کے الفاظ یاد دلا رہی تھی انداز ایسا تھا کہ اب وہ اس کی کسی بات پر یقین کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔

"میرا شبہ صحیح تھا تم نے واقعی ہماری باتیں سن لی ہیں۔ لیکن تم ان باتوں کے پس منظر سے آگاہ نہیں ہو اس لیے کسی یک طرفہ نتیجے پر پہنچنے کی اتنی جلدی مت کرو۔ ہم نے اپنی نئی زندگی کی شروعات کرنی ہیں یار۔ ایک دوسرے پر بھروسے اور اعتماد کے بغیر بات کیسے بنے گی۔"

"مجھے بغیر چاہت کے کسی کی زندگی کا حصہ بننے کا قطعاً شوق نہیں آپ کی مجبوری نے آپ کو زبردستی کے اس بندھن میں بندھنے پر مجبور کیا ہے۔ میری ایسی کوئی مجبوری نہیں اور زندگی گزارنا تو بہت دور کی بات میں تو آپ سے ہمکلام تک نہیں ہونا چاہتی میرا بس چلے تو میں ابھی اور اسی وقت اپنے گھر چلی جاؤں۔" وہ زاروقطار رو رہی تھی۔ لڑکیاں جذباتی ہوتی ہیں عظام جانتا تھا لیکن اس حد تک جذباتی ہوتی ہیں اسے یہ اندازہ نہ تھا وہ اس کی کوئی بات سننے پر آمادہ نظر نہ آ رہی تھی۔

رو رو کر وہ اپنی حالت ہی غیر نہ کر لے۔

"اوکے میں تم سے کوئی بات نہیں کر رہا لیکن پلیز رونا بند کرو، ریلیکس ہونے کی کوشش کرو۔ یوں رونے سے تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔"

"میری دادی جان کی طبیعت خراب ہے میں نے ان کی خیریت پوچھنی ہے اور میرے فون میں چارجنگ نہیں۔" چند لمحوں کے توقف کے بعد اس نے ازخود عظام کو مخاطب کیا۔ عظام نے خاموشی سے اپنا فون اسے پکڑا دیا۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں وہ کال نہ ملا لے اس کی بھرائی ہوئی آواز اس کے گھر والوں کو کسی تشویش میں مبتلا کر سکتی تھی مگر صد شکر اس نے میسج کرنے پہ اکتفا کیا تھا۔ دو، تین نمبروں پہ میسج کرنے کے بعد جوابی میسج وصول ہوا تھا۔ نورالہدیٰ نے خاموشی سے موبائل واپس اس کی طرف بڑھا دیا۔

حرا نے تسلی دی تھی کہ دادی جان اب بالکل ٹھیک ہیں لیکن وہ اپنی پیاری دادی کو کیسے بتاتی کہ وہ بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ آنکھیں پھر سے ڈبڈبانے لگی تھیں۔

"کیسی ہیں دادی؟" عظام نے دوستانہ انداز میں پوچھا۔

"ٹھیک ہیں۔" وہ سپاٹ سے انداز میں جواب دیتی اٹھ گئی تھی۔ اس کا رخ اب ڈریسنگ روم کی طرف تھا۔ عظام جانتا تھا کہ وہ اب اسے خود سے مخاطب ہونے کی اجازت بھی نہیں دے گی۔ وہ بے بس سے انداز میں بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا۔

ممی کا وجود اس کے لیے کبھی بھی راحت و سکون اور آسانی لانے کا باعث نہ بنا تھا لیکن آج اسے ان کی وجہ سے جو کچھ بھگتنا پڑا تھا۔ اس کا تو اس نے تصور بھی نہ کیا تھا۔

وہ کانچ سی لڑکی یقیناً اس کے الفاظ سن کر بہت زیادہ ہرٹ ہوئی تھی۔ وہ اس کے کہے پر کب اعتبار کر پاتی یہ آنے والے وقت نے ہی بتانا تھا اور عظام جانتا تھا کہ فی الوقت وہ اپنا بھروسہ کھو چکا ہے۔

digest library.com ❤❤

ولیمے کے فنکشن میں اس کا سوگوار حسن عجب چھب دکھلا رہا تھا۔ عظام نے شکر کیا کہ اس نے کسی حد تک خود کو کمپوز کر لیا ہے۔ لیکن اس کے گھر والے آئے تو وہ اپنی دادی کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"یہ کیا میلو ڈرامہ ہے عظام۔ ویسے پر کون سی دلہن ایسے روتی ہے۔" الماس نخوت بھرے انداز میں اس سے مخاطب تھیں عظام نے جواب دینے کے بجائے انہیں تیکھی نگاہوں سے دیکھا تھا پھر نورالہدیٰ کی جانب بڑھ گیا۔ وہاں نانو پہلے سے ہی موجود تھیں اور نور کی دادی کے ساتھ ساتھ وہ بھی اسے تسلی دلاسا دینے میں مصروف تھیں۔

"زندگی میں کبھی چند گھنٹوں کے لیے بھی مجھ سے دور نہیں رہی ہے۔ بہت چھوٹا دل ہے اس کا۔"

نورالنسا نے اپنی آنکھیں پونچھتے ہوئے اس کی پیشانی چومی تھی۔

"دل کے ساتھ ساتھ دماغ بھی چھوٹا ہے۔" عظام دل ہی دل میں بڑبڑایا تھا۔ موصوفہ اس کی کوئی بات سننے پر آمادہ ہی نہ تھیں۔

ولیمے کے بعد دادی رواج کے مطابق نور الہدیٰ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھیں۔ عظام کو خدشہ ستایا کہ کہیں میکے جاکر وہ کم عقل لڑکی ساری داستان عیاں نہ کردے اس نے نانو کی مدد چاہی۔

"نانو سمجھائیں اپنی سہیلی کو شادی کے ایک دن بعد ہی کون میاں بیوی کو جدا کرتا ہے۔" اس نے ان کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ نانو، نواسے کی بات سن کر خوش گوار حیرت سے دوچار ہوئیں۔

"فکر نہ کرو۔ میں نورالنسا سے بات کرتی ہوں۔" نہال ہوکر انہوں نے نواسے کو تسلی دی اور پھر جانے اپنی سہیلی سے کیا کہہ سن کر انہیں ان کے مطالبے سے دست بردار کروالیا۔

غم و غصے سے نورالہدیٰ کا برا حال تھا۔ وہ ہر صورت گھر واپس جانا چاہتی تھی مگر عظام کے سنگ واپس سسرال ہی آنا پڑا تھا۔

"آپ کو اپنی نانو سے ایسی بات کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔" وہ لال بھبھوکا چہرے کے ساتھ اس سے مخاطب تھی۔

"پہلی بات یہ کہ جب میں نے تمہاری دادی کو اپنی دادی تسلیم کرلیا ہے تو تم بھی آئندہ سے نانو کو نانو ہی کہوگی۔ آئندہ تمہارے لبوں سے تمہاری نانو جیسے الفاظ نہ سنوں۔" اس نے ذرا سنجیدہ ہوکر تنبیہ کی۔ پیار محبت کی زبان تو محترمہ سمجھنے پر تیار ہی نہ تھیں۔ عظام نے حکمت عملی بدلنے پر غور کیا۔ وہ واقعی قدرے خائف ہوکر چپ ہوگئی۔

"اور دوسری بات یہ کہ مجھے نانو سے کون سی بات کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ ذرا وضاحت کرو گی۔" وہ اب مسکرا کر بولا۔ نورالہدیٰ خاموش رہی تھی۔

"میں نے تو نانو سے فقط یہ کہا تھا کہ میں نے تو ابھی اپنی دلہن کو جی بھر کر دیکھا بھی نہیں اور آپ اسے پھر سے اس کے میکے بھیج رہی ہیں۔" نورالہدیٰ کا خفا خفا سا چہرہ اسے چھیڑنے پر اکسا رہا تھا۔ وہ اس بات پر اس کے شرمانے کی تو قطعاً توقع نہ کررہا تھا لیکن یہ بھی اندازہ نہ تھا کہ وہ پھر سے نیر بہانا شروع کردے گی۔

"اوہ ناٹ اگین۔" وہ بے بسی سے کراہ کر رہ گیا۔

"دیکھو نورالہدیٰ تم ایک میچور اور سمجھدار لڑکی ہو۔ یوں بی ہیو مت کرو۔ میری بات سنو اور سمجھو اور اگر تمہارا دل میری کسی وضاحت کو قبول نہیں کرتا تو میں تمہیں اپنے ساتھ رہنے پر مجبور نہیں کروں گا۔" وہ صلح جو انداز میں بولا۔

"میں نے غلط کہا تھا کہ آپ کے ساتھ زندگی گزارنا میری مجبوری نہیں۔ میں نکاح کے بعد آپ کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور ہوں اگر میں اپنے دل کی بات مان کر اپنے گھر واپس لوٹ جاؤں گی تو میرے گھر والے جیتے جی مرجائیں گے۔" وہ تھکے ہارے انداز میں بولی تھی، عظام نے کچھ کہنے کو لب کھولنا چاہے لیکن پھر اسے بات مکمل کرنے دی۔

"لیکن یہ جان کر کہ آپ نے یہ رشتہ زبردستی خود پر مسلط کیا ہے میری عزت نفس اجازت نہیں دیتی کہ میں آپ کے ساتھ زندگی گزاروں۔ ابھی ہم دونوں کے لیے اس رشتے سے پیچھا چھڑوانا ممکن نہیں۔ میں آپ کی خواہش کے مطابق آپ کی نانو کی خدمت کروں گی ان کا ہر ممکن خیال رکھوں گی۔ لیکن پھر ہم کسی وجہ کو بنیاد بنا کر اپنے راستے الگ کرسکیں گے۔"

نورالہدیٰ کے کہنے پر عظام نے متاثر ہوتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ کل سے اب تک اس بارے میں خاصی سوچ بچار کرچکی ہے۔

"آپ کی نانو نہیں صرف نانو۔" اس نے صحیح کی اور پھر نورالہدیٰ کو بات پوری کرنے کا موقع دیا۔

''دو چار سال گزریں گے تو آپ مجھے اولاد نہ ہونے کا جواز بنا کر چھوڑ سکتے ہیں۔'' اس نے کیا کمال پلاننگ کی تھی۔

''اور اگر ان دو چار سالوں میں دو چار بچے ہو گئے تو پھر؟'' عظام نے پوری سنجیدگی سے ایک ممکنہ خدشہ بیان کیا۔

''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔'' وہ جیسے کرنٹ کھا کرا چھلی تھی۔

''سوال بھی پیدا ہو سکتا ہے اور بچہ بھی۔ تم کچھ اور پلاننگ کیوں نہیں کرتیں۔'' وہ اب بھی سنجیدہ تھا لیکن بھوری آنکھوں کی مسکراہٹ نورالہدیٰ کی نگاہوں سے چھپی نہ رہ پائی تھی۔

''میں اپنے گھر والوں سے کہہ دوں گی کہ آپ کسی اور لڑکی میں انٹرسٹڈ ہیں۔'' اس نے گویا دھمکایا تھا۔

''کمال کا اسکرپٹ ہے۔ تم اسکرپٹ رائٹنگ کی طرف کیوں نہیں آتیں۔ آج کل ایسے ڈرامے بہت ہٹ ہوتے ہیں۔'' وہ سراہ رہا تھا۔

''آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔'' وہ روہانسی ہوئی۔

''میں صرف تم سے متاثر ہو رہا ہوں۔ صرف دور دور سے متاثر ہونے کی تو اجازت ہے یا وہ بھی نہیں ہو سکتا۔'' عظام بے چارگی سے بولا تھا۔

نورالہدیٰ چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئی تھی۔

''اچھا اب خود کو اور اپنے دماغ کو مزید نہ تھکاؤ۔ باقی کی پلاننگ بعد کے لیے اٹھا کر رکھ دو۔ ہو سکتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ہم دونوں آہستہ آہستہ ایک دوسرے کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں۔ کسی فوری فیصلے پر پہنچنا میری نگاہ میں حماقت کے سوا کچھ نہیں۔'' وہ اس بار اسے دوستانہ انداز میں سمجھا رہا تھا۔ نورالہدیٰ بنا جواب دیے خاموشی سے لب کچلنے لگی تھی۔

''ہمارے رشتے کو پنپنے کے لیے تھوڑا سا وقت تھوڑی سی مہلت دو تو سہی یار۔ اگر کچھ عرصہ گزرنے کے باوجود تمہارا ٹرسٹ ڈویلپ نہیں ہوتا تو تم کسی بھی فیصلے پر پہنچنے میں آزاد ہو اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں نہ صرف تمہارے فیصلے کا احترام کروں گا بلکہ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جو ممکن تعاون فراہم کرنا پڑے کروں گا لیکن فی الحال ذہنی طور پر خود کو انتا مت الجھاؤ۔''

وہ اب رسان بھرے انداز میں سمجھا رہا تھا۔ نورالہدیٰ کچھ لمحے خاموشی سے اسے تکتی رہی پھر دھیرے سے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔

digest library.com ❤️❤️

وہ یہ گمان کیے بیٹھی تھی کہ اسے دن رات عظام کی نانو کی دیکھ بھال کرنی ہو گی اس کا خیال غلط تھا۔ عظام نے ان کی دیکھ بھال کے لیے دو نرسز رکھی ہوئی تھیں۔ ایک دن میں ان کے پاس ہوتی تو دوسری کی ڈیوٹی رات کو ہوتی تھی۔ نورالہدیٰ کو ان کی بیماری کی نوعیت کا اندازہ نہیں تھا لیکن ان کا نحیف و نزار وجود اور بے پناہ جسمانی کمزوری اور نقاہت دیکھنے والے کو باآسانی نظر آ جاتی تھی۔

عظام آفس جانے سے پہلے ان کے ساتھ ناشتہ کرتا تھا اب نورالہدیٰ بھی اس کے ہمراہ ہوتی۔ وہ انہیں ساتھ دیکھ کر بے پناہ خوش ہوتیں۔

''تم دونوں اپنا ہنی مون ٹرپ کیوں پلان نہیں کرتے۔ یہ ہی تو دن ہوتے ہیں گھومنے پھرنے کے۔'' انہوں نے پیار بھرے انداز میں دونوں کو مخاطب کیا۔

''جائیں گے نانو! ضرور جائیں گے۔ بس آج کل آفس میں کچھ مصروفیت ہے پھر ان شاء اللہ پلان کریں گے۔'' عظام نے مسکرا کر انہیں تسلی دی۔

''نانو آپ ناشتہ برائے نام کرتی ہیں۔ آپ کو جو پسند ہے مجھے بتایئے میں بنا کر لاؤں گی پھر آپ نے دوا بھی تو لینی ہوتی ہے۔''

نورالہدیٰ نے انہیں مخاطب کیا۔ وہ یہ نوٹ کر چکی تھی کہ ان کی خوراک نہ ہونے کے برابر ہے۔ عظام کے جانے کے بعد اس نے اسی بارے میں

بات کی تھی۔

"کچھ اچھا نہیں لگتا بیٹا۔ دوائیاں کھا کھا کر منہ کا ذائقہ اتنا خراب ہو گیا ہے کہ بھوک بالکل مر گئی ہے۔ یہ دو چار نوالے بھی مجبوری میں لینے پڑتے ہیں۔" وہ جیسے بے بسی سے مسکرائی تھیں۔

نورالہدیٰ نے دل سے ان کی شفایابی کی دعا کی تھی۔

گھر میں اس کا ساس، سسر سے سامنا نہ ہونے کے برابر تھا۔ ان لوگوں کی اپنی الگ ہی روٹین تھی۔ جہانگیر احمد تو جب ملتے تو شفقت بھرے انداز میں اس کا حال احوال ضرور دریافت کرتے لیکن الماس تو اس سے مخاطب ہونا بھی گوارا نہ کرتی تھیں۔ وہ ساس کو کتنی ناپسند ہے۔ یہ بات تو وہ شادی کی اولین رات ہی جان چکی تھی پھر بھی ان کی تیکھی نگاہیں اور نخوت بھرا انداز اسے عجیب گھبراہٹ میں مبتلا کر دیتا تھا۔

عظام کی غیر موجودگی میں اس کی جائے پناہ نانو کا کمرہ ہی ہوتا وہاں وہ خود کو بہت پرسکون محسوس کرتی۔ عظام اسے دو چار دن بعد میکے ملوانے لے جاتا تھا لیکن گھر والوں سے ملوا کر وہ اسے اپنے ہمراہ واپس لے آتا۔ اتنی مختصر ملاقات سے نورالہدیٰ کے دل کی بے قراری مزید بڑھ جاتی تھی۔

"تم نے ایک دو دن ٹھہرنا ہے تو ٹھہر سکتی ہو۔" عظام اس کے چہرے کے تاثرات سے اس کے دل کا حال جان لیتا اب وہ اس کو کیا بتاتی کہ دادی جان اس خواہش کے آڑے آتی ہیں۔

"اتنا اچھا شوہر ہے تمہارا جب اتنی جلدی جلدی خود ملوانے لے آتا ہے تو یہاں ٹھہرنے کی کیا ضرورت۔ ملاقات ہو تو جاتی ہے۔" نورالنسا کے کہنے پر وہ خفگی سے انہیں دیکھتی۔

"میرا دل آپ لوگوں میں اٹکا رہتا ہے۔ سوچ کر آتی ہوں آؤں گی تو گھر کے کچھ کام نمٹا کر ہی چلی جاؤں اور آپ ہیں کہ الٹا میری ہی خاطر تواضع کر کے مجھے مہمانوں کی طرح رخصت کر دیتی ہیں۔" وہ منہ پھلا کر شکوہ کرتی۔

"اب ہماری فکر کرنا چھوڑ دو ہمارے اسکول کا چوکیدار تھا ناں رحمت میں نے گھر کے کاموں کے لیے اس کی بہو کو رکھ لیا ہے۔ بیوہ ہے بے چاری اسے اپنے بچوں کے اسکول کی فیسیں وغیرہ بھرنے کے لیے چھوٹی موٹی نوکری چاہیے تھی اور مجھے گھر کے کاموں کے لیے کوئی مددگار۔ اللہ نے ایسی سبیل بنا دی کہ ہم دونوں کا بھلا ہو گیا۔ صاف ستھری عورت ہے۔ کام بھی بہت نفاست اور سلیقے سے کرتی ہے۔ مجھے ماسیوں کا کام پسند کب آتا تھا لیکن اب گھر کے کاموں کی طرف سے بالکل بے فکر ہو گئی ہوں میں۔" انہوں نے اسے تسلی دی تھی۔

"جی آپی! صفیہ آنٹی کھانا بھی بہت مزے کا بناتی ہیں۔ میں بھنڈی کب کھاتا ہے لیکن ان کے ہاتھ کی بنی بھنڈی بھی اتنے مزے کی ہوتی ہیں کہ پوری دو روٹیاں کھا گیا۔" عثمان نے بھی اپنی دانست میں بہن کو مطمئن کرنا چاہا۔

"اچھی بات ہے۔ آپ لوگوں کو میری کمی محسوس نہیں ہوتی۔" وہ بظاہر مسکرا کر بولی لیکن دل و دماغ پر عجیب سی یاسیت چھا گئی تھی۔ اپنا وجود بالکل بے مصرف لگنے لگا تھا۔

عظام اچھا نہیں بلکہ بہت اچھا تھا اس کا ہر ممکن خیال رکھتا لیکن وہ یہ حقیقت کیسے جھٹلاتی کہ اس کا اور عظام کا کوئی جوڑ نہیں۔ وہ بہت شاندار شخصیت کا مالک تھا۔ اس کا رہن سہن، بول چال، لب ولہجہ سب اسے بہت خاص بناتے تھے۔ وہ کھانے کی میز پر جن ڈشز کی طرف ہاتھ بڑھاتا نورالہدیٰ کو تو ان کا نام تک معلوم نہ تھا۔ آفس کے کسی معاملے پر موبائل پر کسی سے بات کر رہا ہوتا تو آدھی سے زیادہ بات شستہ انگریزی میں کرتا۔

نورالہدیٰ کو انگلش گرائمر نورالنسا نے پڑھائی تھی اور زمانہ طالبعلمی میں اس کے انگلش کے مضمون میں پوری کلاس سے اچھے نمبر آتے لیکن وہ انگلش میں بات کرنے کا سوچتی تو پہلے اردو فقرہ ذہن میں آتا اور پھر اس کی ٹرانسلیشن کرنا پڑتی لیکن عظام کو دیکھ کر لگتا

کہ وہ تو سوچتا بھی انگلش میں ہے۔ اس کا اور عظام کا کوئی جوڑ ہی نہ تھا پتا نہیں دادی جان نے کیا سوچ کر اس کی شادی عظام سے کر دی۔ اگر شادی کی پہلی رات اس کی یہ خوش فہمی ختم نہ ہوتی کہ یہ رشتہ عظام کی چاہت پر جڑا ہے تو شاید وہ اپنی خوب صورتی پر ہی نازاں رہتی۔ اب اسے ابوذر کی بات بھی یاد آتی جو کس بے رحمی سے اس کی ذات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ نورالہدیٰ میں سوائے خوب صورتی کے ہے ہی کیا اور شخصیت کے بغیر خوب صورتی بھی میٹر نہیں کرتی۔ اس وقت ابوذر کی بات نے اسے بری طرح سلگا دیا لیکن اب احساس ہوتا کہ وہ سچا تھا اور کم از کم دوغلا تو نہیں تھا ناں۔ اسے اپنی ماں کے لیے اٹینڈنٹ کی نہیں بلکہ اپنے لیے من پسند بیوی کی تلاش تھی۔ نورالہدیٰ اس خاکے پر پوری نہ اتری تو وہ اپنی ماں بہنوں کے دباؤ کے باوجود رشتہ جوڑنے سے صاف انکاری ہو گیا۔

بے جوڑ رشتے کا بوجھ اٹھانا کتنا مشکل ہوتا ہے یہ کوئی نورالہدیٰ سے پوچھتا۔ عظام کی ساری نرمی، حلاوت اور اپنائیت اسے مزید اذیت میں مبتلا کرتی تھی۔ اپنے وسیع و عریض۔ شاندار، سجے سجائے بیڈ روم میں اسے عجیب طرح کی گھٹن کا احساس ہوتا۔ سکون اسے نانو کے کمرے میں جا کر ملتا۔ ان کی محبت شفقت اور اپنائیت میں کوئی کھوٹ، ملاوٹ یا غرض نہ تھی۔ وہ بے چاری تو خود اس غلط فہمی میں مبتلا تھیں کہ ان کا نواسا پہلی نگاہ میں ہی نورالہدیٰ کی من موہنی صورت کا اسیر ہو گیا تھا۔ وہ لاڈلے نواسے کی دلی خواہش پوری کرنے پر بہت نازاں اور مسرور تھیں۔

عظام کی بیوی ہونے کی حیثیت سے وہ بھی ان کی بے پایاں محبتوں کی حق دار ٹھہری تھی۔ ان کے شفیق وجود سے اسے عجیب سی ڈھارس ملتی۔ اگر وہ اس بات سے لاعلم ہوتی کہ عظام نے محض ان کی خاطر اس جیسی عام اور گھریلو لڑکی سے رشتہ جوڑا ہے وہ پھر بھی ان کی اتنی ہی خدمت کرتی۔ اس کا خمیر محبت سے گندھا تھا اور بستر پر پڑے اس نحیف، بیمار بوڑھے وجود سے اسے قلیل عرصے میں عجیب سی انسیت ہو گئی تھی۔ عظام جانتا تھا کہ وہ دن کا بیشتر وقت ان کے ساتھ گزارتی ہے۔

digest library.com

☆☆☆

"تم اپنی روٹین اپنے حساب سے سیٹ کرو۔ تم پر کوئی کمپلشن نہیں ہے کہ تم دن بھر نانو کے پاس ہی رہو۔" عظام نے اسے نرمی سے مخاطب کیا تھا اور اس کی یہ بات اسے مزید بے توقیر کر گئی تھی۔

"اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کی وجہ سے انہیں ٹائم دیتی ہوں تو پلیز اپنی غلط فہمی دور کر لیں۔ شادی کے ایک ہفتے بعد میں نے انہیں آپ کی نانو کہنے کے بجائے صرف نانو کہنا شروع کر دیا تھا۔ وہ آپ کے حوالے کے بغیر بھی مجھے بہت عزیز ہیں۔" نورالہدیٰ نے وضاحت کرنے کی کوشش کی اور یہ ذرا سی بات کرتے ہوئے بھی اس کی پلکیں بھیگ گئی تھیں۔

"میں جانتا ہوں تمہارا دل کتنا خوب صورت ہے اسی لیے تو تمہیں منتخب کیا تھا۔" عظام نے اس پر محبت بھری نگاہ ڈالی۔ نورالہدیٰ کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"اچھا یہ تو بتاؤ کہ نانو تو تمہیں بہت عزیز ہیں ان کے نواسے کے لیے اب تک دل میں کوئی جذبہ بیدار نہیں ہوا۔" وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"نانو کے نواسے سے جڑا بندھن فقط مجبوری کا ہے اور مجبوری کے سودے کا دل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔" وہ خشک لہجے میں کہتی ہوئی وہاں سے اٹھ گئی تھی۔ عظام گہرا سانس کھینچ کر رہ گیا تھا۔

☆☆☆

"علیزے تم لوگوں کو دو بار ڈنر پر انوائیٹ کر چکی ہے۔ پرسوں میری یاور سے فون پر بات ہوئی وہ بھی یہ ہی گلہ کر رہا تھا کہ عظام شادی کی دعوت قبول نہیں کر رہا۔ تمہارا مسئلہ کیا ہے کیوں لوگوں کو اوائیڈ کر رہے ہو۔" الماس عظام سے مخاطب تھیں۔ نورالہدیٰ جو کچن میں نانو کے لیے سوپ بنا رہی تھی ماں بیٹے کا

مکالمہ با آسانی سن سکتی تھی۔

"میں بزنس ٹرمز اور فیملی ٹرمز کو الگ رکھنے کا قائل ہوں ممی۔ وہاں جانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔" وہ لاؤنج میں لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا تھا۔ الماس کی جانب دیکھے بغیر مصروف اور لاپرواہ سے انداز میں جواب دیا۔

"ہمارا ان لوگوں سے تعلق آج کا نہیں ہے اور نا ہی یہ صرف بزنس کی وجہ سے ہے۔ شیراز آفندی تمہارے باپ کا بہترین دوست ہے یاور تمہارا کورس میٹ رہ چکا۔ علیزے ایک زمانے تک تمہاری اچھی دوست تھی اور تم یہ سب تعلق کاروباری تعلقات کے کھاتے میں ڈال رہے ہو۔" وہ خفگی بھرے لہجے میں مخاطب ہوئیں عظام اپنے کام میں مصروف رہا۔ جواب تک دینے کی زحمت نہ کی۔

"تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ اپنی مڈل کلاس بیوی کو اپنے سرکل میں متعارف کرواتے ہوئے تمہیں شرم آتی ہے۔ جو بے وقوفی کر بیٹھے ہو اس کے بعد لوگوں کا سامنا کرنا اور ان کی طنزیہ مسکراہٹ برداشت کرنا تمہارے لیے بہت مشکل ہے۔" وہ اس کے جواب نہ دینے پر مزید چڑ کر بولی تھیں۔

"آپ کو جو سمجھنا ہے سمجھتی رہیں میں آپ کو وضاحت دینے کا پابند نہیں۔" وہ بیزاری سے بولا۔

"کوئی وضاحت ہو گی تو دو گے ناں۔" الماس مزید طنز سے باز نہ آئیں۔ عظام کو کیا خبر تھی کچن میں کھڑی نورالہدیٰ بھی اپنے رشتے کی کسی معتبر وضاحت کے انتظار میں ساکن کھڑی ہے لیکن اس کی سماعتیں تشنہ ہی رہی تھیں۔

عظام کے لبوں سے کوئی ایک فقرہ نہ برآمد ہوا۔ الماس ہی تھیں جو بولے جا رہی تھیں۔ "بہر حال تم ان کی طرف سے ڈنر کی دعوت قبول کرو یا نہ کرو۔ یہ میرا دردِ سر نہیں۔ لیکن میں نے کل انہیں اپنے ہاں انوائیٹ کیا ہے۔ تم بھلے سے اپنی کسی مصروفیت کا بہانہ بنا کر شرکت نہ کرنا لیکن تمہاری بیوی چوبیس گھنٹے گھر پر ہی ہوتی ہے وہ اگر کھانے کی میز پر نہیں بیٹھے گی تو یہ بات میرے لیے بہت شرمندگی کا باعث ہو گی میں نہیں چاہتی کہ لوگ ساس بہو کے تعلق پر بے بنیاد چہ میگوئیاں کریں۔ اگر چہ اس کا مہمانوں کے سامنے آنا بھی کم شرمندگی کا باعث نہ ہو گا لیکن یہ کڑوا گھونٹ تو پینا ہی پڑے گا۔ تم بس اس سے یہ درخواست کر دینا کہ کچھ ڈھنگ کا پہن کر تیار ہو جائے۔

ممی نے اس کی شادی کے ملبوسات تیار کرنے کی ذمہ داری فائزہ کی بہو کے سپرد کی تھی۔ آئی ہوپ ہماری طرف کے جوڑے قدرے معقول ہوں گے لیکن وہ مجھے جب بھی نظر آئی ہے اول جلول حلیے میں ہی نظر آئی ہے۔ کل اس کی ڈریسنگ کا خیال کر لینا۔"

الماس کی طنزیہ ٹون نہ بدلی تھی۔

"کل ہم نورالہدیٰ کی پھوپھو کے ہاں انوائیٹڈ ہیں اگر آپ اپنے پروگرام کے متعلق پہلے بتاتیں تو ہو سکتا ہے میں ان لوگوں سے معذرت کر لیتا مگر اب یہ پاسیبل نہیں۔" وہ سرد وسپاٹ سے انداز میں مخاطب ہوا تھا۔ الماس اسے شرربار نگاہوں سے گھورنے کے باوجود کچھ مزید نہ بول پائیں لیکن کچن میں کھڑی نورالہدیٰ کے قدم وزن اٹھانے سے انکاری ہو گئے وہ تھکے تھکے انداز میں کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

یہ سچ تھا کہ اس نے آج صبح ہی عظام سے انیسہ پھوپھو کی طرف جانے کی بات کی تھی جرا کی شادی کی تاریخ طے ہو چکی تھی اور وہ جب بھی فون کرتی طعنے دینے سے باز نہ آتی۔

"میں نے تمہاری شادی کی تیاریوں میں دن رات ایک کر دیے تھے اور تم ڈیٹ فکس ہونے کے بعد مبارک باد دینے تک نہیں آئیں۔ پلیز ایک دو دن کے لیے رہنے آ جاؤ۔ مجھے آج کل ایک بہن کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔"

وہ بات کے اختتام پر منت پر اتر آتی۔ نورالہدیٰ نے اسے تسلی دی تھی کہ وہ جلد ہی چکر لگائے گی۔ سوچا یہ ہی تھا کہ وہ ڈرائیور کے ساتھ پھوپھو کی طرف چلی جائے گی اور ایک پورا دن وہاں گزار کر واپسی کے لیے بھی ڈرائیور کو ہی بلوا لے گی۔

جب اس نے عظام کو اپنے پروگرام سے آگاہ کیا تو اس نے دو، چار دن انتظار کا کہہ دیا۔

"میں خود تمہیں چھوڑ آؤں گا۔ انیسہ پھوپھو جب بھی تمہارے گھر ملی ہیں اپنی طرف آنے کی دعوت دیتی ہیں اس بہانے ان کی طرف کا چکر لگ جائے گا۔ تم ایک دو دن ٹھہرنا چاہو تو بخوشی ٹھہر جانا۔" عظام کے کہنے پر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ اور اب اس نے کیسے الماس کے سامنے جھٹ کہہ دیا کہ وہ کل وہاں انوائیٹڈ ہیں۔ بے چارے میزبانوں کو تو کل کی دعوت کا علم ہی نہ تھا۔ اگلے دن آفس جانے سے پہلے عظام نے اسے شام کو تیار رہنے کا کہا۔

"کوشش کروں گا جلدی آجاؤں پھر انیسہ پھوپھو کی طرف چلیں گے۔"

وہ نورالہدیٰ سے وابستہ رشتوں کو پوری طرح اون کرتا تھا۔ نورالہدیٰ نے اس کے لبوں سے کبھی تمہاری دادی، تمہارے بابا یا تمہارے بھائی جیسے الفاظ نہ سنے تھے۔ وہ اس کی فیملی میں پوری طرح گھل مل گیا تھا۔ اس معاملے میں ان نے کبھی بھی اپنے اسٹیٹس کو آڑے نہ آنے دیا تھا۔ وہ دادی کے ہاتھ کے بنے کھانے انتہائی رغبت سے کھاتا بلکہ اگلی دفعہ کے لیے کوئی فرمائش بھی نوٹ کروا جاتا۔

عثمان کے ساتھ کرکٹ پر سیر حاصل تبصرے اور بابا کے ساتھ ملک کے سیاسی اور معاشی مسائل پر پرمغز گفتگو اور یہ سب کرتے ہوئے وہ نورالہدیٰ کے گھر والوں کے دل میں اپنی جگہ مستحکم کر چکا تھا۔

کبھی نورالہدیٰ کو بھی اپنائیت کا یہ مظاہرہ بہت بھلا لگتا تو کبھی وہ اسے فقط بہروپیا ہی لگتا۔ جس شخص کو اپنی ماں سے بات کرنے کی تمیز نہ تھی وہ غیروں سے اتنا اخلاق کیوں کر برت سکتا تھا۔ الماس، نورالہدیٰ کی ساس تھیں دونوں ایک دوسرے کو ناپسند کرنے کی ٹھوس وجوہات رکھتی تھیں لیکن بیٹے کا ماں سے یہ اکھڑا ہوا انداز نورالہدیٰ کی سمجھ سے باہر تھا۔

☆☆☆

انیسہ پھوپھو کی طرف جاتے ہوئے نورالہدیٰ کے دل و دماغ میں عجب تلاطم برپا تھا الماس کا کہنا صحیح تھا وہ اسے اس قابل ہی نہ سمجھتا تھا کہ اپنی سوسائٹی میں کسی سے متعارف کروا سکے۔ کیسے آناً فاناً اس نے یہ پروگرام ترتیب دے دیا تھا۔ نورالہدیٰ نے انیسہ پھوپھو کو اپنے پروگرام سے لاعلم رکھا تھا۔ وہ خوامخواہ کے اہتمام میں پڑ جاتیں۔

"آپ چائے پی کر بھلے سے واپس جا کر اپنے مہمانوں کو جوائن کر لیجیے گا۔ کل آفس سے واپسی پر مجھے لیتے جائیے گا۔" گھر ذرا دور ہی تھا جب نورالہدیٰ نے عظام کو مخاطب کیا۔

"کون سے مہمان؟" عظام کا انجان بننا اسے سر تا پاؤں سلگا گیا۔ "وہ ہی جن سے سامنا نہ کروانے کی خاطر آپ کو اپنے ٹف شیڈول میں فرصت نکال کر مجھے یہاں لانا پڑا۔" وہ پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے بولی تھی۔ عظام نے لب بھینچ کر اسے گہری نگاہوں سے دیکھا۔

digest library.com

"تمہارے آف موڈ کی یہ وجہ ہے۔ میں حیران تھا کہ یہاں آتے ہوئے تم خوش کیوں نہیں ہو۔ ویسے بائی داوے تمہیں کس نے کہا کہ میں تمہیں مہمانوں سے ملنے نہیں دینا چاہ رہا تھا۔" اس نے ابرو اٹھا کر پوچھا۔

"میں نے کل ممی کی اور آپ کی ساری گفتگو سن لی ہے اس لیے آپ مجھے جھٹلا نہیں سکتے۔"

"واؤ امیزنگ ویسے تمہیں تو لوگوں کی گفتگو ٹیپ کرنے والے کسی خفیہ ادارے کا حصہ ہونا چاہیے۔ آئی ایم رئیلی امپریسڈ۔" وہ توصیفی انداز میں طنز کر رہا تھا۔

"ویسے اگر تم نے ممی اور میری گفتگو سن ہی لی تو اس ناچیز کا قصور بتا سکتی ہو۔ تم نے ہمیشہ ممی کے کہے کا ذمہ دار مجھے ٹھہرایا ہے اور میں ہر بار نئے سرے سے وضاحت نہیں کر سکتا۔ تمہیں یہ بات سمجھ لینی چاہیے۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"میں آپ سے وضاحت نہیں مانگ رہی لیکن

میں حقیقت جھٹلا نہیں سکتی۔ میں آپ کی سوسائٹی اور سرکل میں آپ کے لیے شرمندگی کا باعث ہوں۔ آپ کو یہ بے جوڑ بندھن نہیں باندھنا چاہیے تھا۔ آج آپ نے اپنے کلوز فیملی فرینڈز کے ڈنر میں میری شمولیت سے بچنے کی خاطر افراتفری میں انیسہ پھوپھو کی طرف جانے کا پروگرام بنایا اور اب الٹا مجھ پر ہی خفگی جتا رہے ہیں۔"

وہ کل سے اب تک یہ سب سوچ سوچ کر اتنا ہرٹ ہو چکی تھی کہ خود کو تلخ ہونے سے نہ روک پائی۔

عظام نے ایک لفظ بولے بنا گاڑی موڑ لی تھی۔

"گھر آنے والا ہے۔ اب کہاں جا رہے ہیں؟" وہ ذرا بوکھلائی، عظام نے اس بار بھی کوئی جواب نہ دیا۔ نورالہدیٰ اس کی خاموشی سے ذرا خائف ہوئی تھی۔

"پلیز اگلے یوٹرن سے گاڑی موڑ لیں۔ میں نے حرا اور پھوپھو کو آنے کا بتا دیا تھا۔" عظام کے تیوروں سے ڈر کر وہ غلط بیانی کر بیٹھی۔

"ان سے ایکسکیوز کر لینا ہم واپس گھر جا رہے ہیں۔ آج کے ڈنر میں تم میرے ساتھ شرکت کرو گی۔ تمہاری غلط فہمی دور کرنے کا اس کے سوا میرے پاس کوئی راستہ نہیں۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

"اچھا ٹھیک ہے ہو گئی میری غلط فہمی دور۔ پلیز واپس چلیں۔ وہ ملتجیانہ انداز میں بولی۔ اس التجا کا عظام پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا۔

"میرا حلیہ ایسا نہیں کہ میں مہمانوں کے سامنے جا سکوں پلیز غصہ تھوک دیں۔ سوری کر رہی ہوں ناں۔ پھوپھو کی طرف ہی چل پڑیں۔"

"کیا ہوا ہے تمہارے حلیے کو۔ اچھا بھلا تو ہے۔" عظام نے اس پر ایک اچٹتی نگاہ ڈالی۔

"پھوپھو کے گھر جانے کے لیے مجھے کسی خاص تیاری کی ضرورت نہیں تھی وہ میرے اپنے ہیں لیکن میں ممی کے مہمانوں کے سامنے ایسے جاؤں گی تو وہ خوب خفا ہوں گی۔" نورالہدیٰ اپنی ذرا دیر پہلے والی خفگی بھول بھال کر ٹھیک ٹھاک پریشانی میں مبتلا ہو گئی تھی۔

"ممی کی خفگی کو خاطر میں نہ لایا کرو۔" اس نے بے نیازی سے مشورہ دیا۔

"دادی جان نے اپنی دانست میں میرے لیے شان دار ملبوسات بنوائے تھے لیکن وہ سب کامدار ہیں۔ نانو نے بھی ہیوی ہیوی ڈریس بنوا دیے۔ میں وہ تو گھر میں پہن کر نہیں پھر سکتی ناں اور ممی کو میرا حلیہ اول جلول لگتا ہے۔" وہ ان کی کل کی بات دوہراتے ہوئے روہانسی ہو گئی تھی۔

"تو تمہیں مجھ سے کہنا چاہیے تھا ناں۔ میں تمہیں شاپنگ کروانے لے جاتا۔" وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔ نورالہدیٰ بنا جواب دیے رخ موڑ گئی وہ نہیں چاہتی تھی عظام اس کی بھیگی پلکیں دیکھ سکے۔

عظام بھی مزید کچھ نہ بولا تھا۔ گاڑی اب انجان راستے پر رواں دواں تھی۔ کچھ دیر بعد وہ ایک مشہور اور مہنگے ترین برینڈ کے آؤٹ لٹ پر تھے۔

"تفصیلی شاپنگ بعد میں کریں گے فی الحال آج کے لیے کچھ اچھا سا لے لو۔" اس بار وہ اپنے مخصوص نرم لہجے میں مخاطب تھا نورالہدیٰ نے مزید بحث مباحثہ نہ کیا تھا۔

اور جس وقت وہ عظام کے ہمراہ گھر پہنچی تو مہمان پہنچ چکے تھے۔ الماس نے حیرانی سے بہو کو دیکھا۔ جدید تراش خراش کے سوٹ میں وہ پہچانی ہی نہ جا رہی تھی۔ مطمئن ہونے کے بجائے ان کے لبوں پر نخوت بھری مسکراہٹ ابھری تھی۔

علیزے نورالہدیٰ سے بہت گرمجوشی سے ملی۔ فراخدلی سے اس کی خوب صورتی کو سراہا بلکہ عظام کو خوش قسمت ہونے کا سرٹیفکیٹ بھی دے دیا۔

پورے ڈنر میں نورالہدیٰ غیر آرام دہ رہی تھی وہ اس کلاس کا حصہ نہیں تھی اور یہ حقیقت جانتے ہوئے وہ خود کو مس فٹ محسوس کر رہی تھی۔

سچ تو یہ تھا عظام کے ساتھ علیزے جیسی لڑکی ہی سوٹ کرتی۔ دراز قد، پراعتماد، ماڈرن، چھا جانے

والی سحر انگیز شخصیت اور اس طبقے کی لڑکیاں حسین نہ ہوتے ہوئے بھی حسین ترین نظر آنے کے فن سے آشنا تھیں۔

وہ انتہائی پراعتماد طریقے سے ہر کسی کی گفتگو میں شریک رہی تھی۔ جہانگیر احمد اور الماس دونوں ہی اسے بہت اہمیت دے رہے تھے۔ نورالہدیٰ سارا وقت لاشعوری طور پر اپنے ساتھ اس کا موازنہ کرتی رہی تھی اور اس موازنے کے بعد جو نتیجہ نکلا وہ رات گئے عظام کے سامنے پیش کر ڈالا۔

"آپ نے خوامخواہ مجھ سے شادی کی۔ آپ کے ساتھ علیزے جیسی لڑکی سوٹ کرتی۔ پھر وہ آپ کو پسند بھی کرتی تھی آپ نے ناحق اس کا دل توڑا ساتھ اپنے ماں باپ کی امیدوں کا پاس بھی نہ رکھا۔"

"میں جانتا تھا علیزے سے ملنے کے بعد یہی کیڑا تمہارے دماغ میں کلبلائے گا اسی لیے تمہارا ڈنر اسکپ کروانا چاہتا تھا۔" عظام اس کی بات سن کر یہ ہی کہہ پایا۔

"وہ شاید اب بھی آپ کو پسند کرتی ہو گی۔" نورالہدیٰ کا دل عجیب بے چینی میں گرفتار ہو گیا تھا سو نہ چاہتے ہوئے بھی فقرہ زبان سے پھسل گیا۔

"حقیقی زندگی ڈراموں سے بہت مختلف ہوتی ہے نورالہدیٰ! میری شادی کے بعد علیزے کو مجھ میں زیرو فی صد بھی انٹرسٹ نہیں رہا ہو گا۔ نہ ہی وہ ڈراموں کی طرح مجھے حاصل کرنے کے لیے اوچھے ہتھکنڈے اپنائے گی اور سازشوں کے ذریعے ہمارے درمیان جدائی ڈلوانے کی کوشش کرے گی۔ ہاں ایک زمانے میں وہ مجھ سے شادی کی خواہش مند تھی لیکن میری عدم دلچسپی دیکھ کر اس نے اپنے بڑھتے قدم روک لیے۔ عزت نفس صرف مڈل کلاس لڑکیوں کی میراث نہیں۔ لڑکی جس طبقے کی بھی ہو اسے اپنی سیلف ریسپیکٹ دوسری کسی بھی چیز سے عزیز ہوتی ہے سو پلیز میرے اور علیزے کے بارے میں کوئی غلط فہمی دل میں نہ پالنا۔"

وہ رسان بھرے لہجے میں سمجھا رہا تھا لیکن اس ساری بات میں نورالہدیٰ کو صرف ایک ہی بات قابل غور لگی۔ عظام نے بالآخر اسے مڈل کلاس لڑکی ہونے کا طعنہ دے دیا تھا۔ اس کا دل مزید بوجھل ہو گیا لیکن اب اس میں مزید بحث کا یارا نہ تھا۔

digest library.com

☆☆☆

حرا کی شادی سے ایک ہفتہ پہلے عظام اسے میکے چھوڑ آیا تھا۔ امینہ پھوپھو کا گھر زیادہ دور نہ تھا وہ دن بھر وہاں رہتی مگر رات کو گھر واپس آ جاتی۔ شادی کے بعد پہلی بار تو گھر رہنے کا موقع ملا تھا۔ مہندی والی رات وہ امینہ پھوپھو کے گھر میں مچی ہڑبونگ سے بچنے کے لیے سکون سے تیار ہونے واپس گھر آ گئی تھی۔

اور جس وقت وہ نک سک سے تیار ہو کر اس سوچ بچار میں تھی کہ اب عثمان کے ساتھ بائیک پر کیسے جا پائے گی عثمان نے اسے عظام کے آنے کی اطلاع دی۔ وہ اس کی آمد کی ہرگز توقع نہ کر رہی تھی سو بری طرح بوکھلا گئی۔

"آپ پریشان تھیں ناں کہ ان کپڑوں کو سنبھالتے ہوئے بائیک پر کیسے بیٹھیں گی تو اب عظام بھائی آپ کو وہاں چھوڑ دیں گے میں تو چلا۔ وجدان کے بار بار فون آ رہے ہیں۔ وہ بے چارہ وہاں اکیلا لگا ہوا ہے۔"

عثمان اسے اطلاع دیتا رفوچکر ہو گیا۔ عظام کمرے میں آیا تو وہ ذرا نروس ہو کر جیولری باکس اور میک اپ کا بکھرا سامان سمیٹنے میں مصروف ہو گئی۔ سلام کے بعد دوبارہ عظام کو مخاطب تک نہ کیا۔ وہ کچھ دیر تک اس کی مصروفیت دیکھتا رہا پھر مسکرا کر قریب آیا۔

"اچھی لگ رہی ہو۔" مسکراتے ہوئے توصیفی جملے سے نوازا۔ پہلے سے بوکھلائی ہوئی نورالہدیٰ مزید نروس ہو گئی تھی۔ شادی کے بعد پہلی بار وہ عظام کے سامنے یوں سولہ سنگھار کیے کھڑی تھی۔

"مجھے پتا ہے آپ دل ہی دل میں مجھے کیک، پیسٹری سے تشبیہ دے رہے ہوں گے لیکن یوں سجنا،

ہونا میری مجبوری تھی یہاں سب لوگ ایسی باتیں نوٹ کرتے ہیں اور نئی نئی شادی شدہ لڑکیوں کو خصوصاً زیادہ ہار سنگھار کرنا پڑتا ہے۔ میں نے تو پھر بھی زیادہ نہیں لگایا وہاں پھوپھو کے جیٹھ کی بیٹی مجھ سے بھی چار ماہ پہلے شادی ہوئی تھی اس کی اور وہ پوری دلہن بنی ہوئی ہے۔'' وہ بے ارادہ ہی وضاحت دینے میں لگی ہوئی تھی عظام کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

''تم نے تو مجھے شادی پر انوائیٹ ہی نہیں کیا۔ وہ تو آج دادی جان سے فون پر بات ہوئی تو انہوں نے تاکید کی کہ میں نے شادی میں ضرور شرکت کرنی ہے۔''

''دادی جان کو آپ کی مصروفیت کا اندازہ نہیں لیکن مجھے ہے آپ نہ آتے تو میں ایسہ پھوپھو سے معذرت کر لیتی۔'' وہ نظریں جھکا کر دھیمے لہجے میں بولی۔ عظام کی مسکراتی نگاہیں کنفیوز جو اتنا کر رہی تھیں۔

''میں نے تو آنے کے لیے دادی کا بلاوا ہی کافی سمجھا۔ تم بلاتیں تو کیسے نہ آتا۔ لیکن تم از خود سب کچھ فرض کر لیتی ہو۔''

''آج تو مہندی کا فنکشن ہے۔ آپ کی موجودگی اتنی ضروری نہیں بھلے سے کل میرج ہال میں تھوڑی دیر کے لیے آجایئے گا۔'' اس نے عظام کی سہولت کا خیال کرتے ہوئے تجویز دی۔

''تو اب واپس چلا جاؤں۔'' وہ کچھ خفا ہوا۔

''نہیں میرا مطلب ہے آج وہاں جا کر آپ بور ہی ہوں گے۔ فیملی فنکشن ہے کیا کریں گے جا کر۔'' نور الہدیٰ نے بوکھلا کر وضاحت دی۔

''بور نہیں ہوں گا۔ اپنی پیسٹری کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا رہوں گا۔ مجھے تو علم ہی نہ تھا کہ میری قسمت میں ایسی حسین و جمیل پیسٹری لکھی گئی ہے لیکن بدقسمتی سے مجھے صرف دیکھنے کی اجازت ہے۔'' وہ اب اسے چھیڑ رہا تھا۔

''اونہہ بس مذاق، آپ کو اس کے سوا آتا بھی کیا ہے۔'' وہ خفگی سے منہ پھیر گئی۔

''میری تعریف کو تم مذاق کہہ رہی ہو۔'' وہ خفا ہوا۔

''پیسٹری بھی کوئی بیوی کی تعریف کرتا ہے۔'' وہ اس سے بڑھ کر خفا ہوئی۔

''تمہیں پیسٹری میں نے قرار دیا۔'' تاسف کی جگہ تعجب نے لے لی۔ نور الہدیٰ خاموش رہی۔

''تمہاری بدگمانی ہمارے بیچ فاصلوں کو بھی پاٹنے نہ دے گی نور الہدیٰ۔'' وہ گہری سانس کھینچتے ہوئے بولا۔

''بہر حال یہ پیسے رکھ لو۔ تمہیں خود سے تو خیال نہیں آیا لیکن حرا کی شادی میں تمہیں کوئی گفٹ تو دینا چاہیے ناں۔ میرا تو خیال ہے کیش دے دو۔ وہ اپنی مرضی کی چیز خرید لے گی۔'' عظام نے اس کی جانب پیسے بڑھائے تھے۔

''میں اتنے ڈھیر سارے پیسے دے کر آپ کی امارت کا رعب نہیں ڈالنا چاہتی اور میں حرا کو شادی کا تحفہ پہلے ہی دے چکی ہوں۔ پیسے تھے میرے پاس۔'' نور الہدیٰ نے پیسے پکڑنے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔

''میں یہ پیسے اپنی امارت کا رعب ڈالنے کے لیے دے رہا ہوں؟'' عظام نے دکھ بھرے لہجے میں پوچھا۔ ''نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔'' وہ بھی جیسے بول کر پچھتائی۔

''تمہارا جو بھی مطلب تھا میں سمجھنے سے قاصر ہوں۔ خیر چلتا ہوں دروازہ بند کر لو۔''

''آپ پھوپھو کی طرف نہیں چل رہے؟'' نور الہدیٰ نے بے ساختہ پوچھا۔

''کیا کروں گا جا کر تم نے ہی تو کہا ہے فیملی فنکشن ہے۔'' عظام نے سنجیدگی سے اس کے الفاظ واپس لوٹائے۔

''سوری!'' وہ منمنا کر یہ ہی کہہ پائی۔

''اِٹس او کے تم اپنا فنکشن خراب نہ کرو۔ جاؤ سب تمہارے منتظر ہوں گے۔''

''بابا عثمان اور دادی جان سب وہاں ہیں۔

آپ مجھے وہاں ڈراپ کر سکتے ہیں؟" اس نے دھیرے سے پوچھا تھا۔

"وائے ناٹ شیور۔ میں گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ گھر لاک کر کے آجاؤ۔" عظام سنجیدگی سے کہتا باہر نکل گیا تھا۔ چند لمحوں کے لیے نورالہدیٰ ساکت کھڑی بے بسی سے لب کچلتی رہی۔ پھر تھکے تھکے انداز میں چیزیں سمیٹنے لگی تھی۔

☆☆☆

شادی کے فنکشن میں اس کی بے چین نگاہیں عظام کو تلاشتی رہی تھیں لیکن شاید وہ کل کی بات پر اتنا خفا ہو گیا تھا کہ آج آنے کا ارادہ ہی ملتوی کر دیا۔

"دلہن تو نورالنسا آج اپنی نورالہدیٰ کی نظر اتار دینا۔" ماشاء اللہ چشم بدور بہت ہی حسین لگ رہی ہے۔ انیسہ پھوپھو کی ساس اس پر محبت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے بولیں۔

"تمہارا دولہا نہیں آیا اب تک۔ اب تو بارات بھی پہنچ گئی ہے۔" انہوں نے اگلا سوال کیا۔ دادی نے بھی اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ یہ بات وہ بھی اس سے چار بار پوچھ چکی تھیں۔

"جی بس پہنچنے والے ہوں گے۔ میں فون کرتی ہوں۔" وہ مزید سوالوں سے بچنے کی خاطر وہاں سے چلی گئی لیکن جب تھوڑی دیر تک بھی عظام نہ آیا تو ہمت کر کے اس نے کال ملالی۔

"سوری یار میں تمہیں فون کر کے بتانے ہی والا تھا میں نہیں آسکوں گا۔" اس نے نورالہدیٰ کے سلام کا جواب دیتے ہی بتا دیا تھا۔ نورالہدیٰ کے لبوں پر پھیکی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اسے تو پہلے ہی پتا تھا کہ وہ نہیں آئے گا۔ کہاں کل مہندی کا فنکشن تک اٹینڈ کرنے کا دعویٰ کر رہا تھا اور آج اس خاص موقع پر بھی غیر حاضر تھا۔ پھر دیا کہیں کا۔ نورالہدیٰ کی بدگمانی عروج پر تھی۔

"نانو کی طبیعت ٹھیک نہیں میں انہیں لے کر ہاسپٹل آیا ہوا ہوں۔ ابھی الٹرا ساؤنڈ اور کچھ ٹیسٹ ہونے والے ہیں۔ یہاں سے فارغ ہوتے ہوتے کافی دیر ہو جائے گی۔ تم انیسہ پھوپھو کو سب بتا کر معذرت کر لینا۔" عظام تھکے تھکے انداز میں مخاطب تھا۔

"کیا ہوا نانو کو۔" ساری بدگمانی پل بھر میں ہوا ہوئی۔

"کہا ناں طبیعت خراب ہے۔ اچھا میں بعد میں بات کروں گا نانو کو ٹیسٹ کے لیے لے کر جا رہا ہوں۔" اس نے عجلت میں فون بند کر دیا۔ اس کی آواز اور انداز سے نورالہدیٰ ٹھیک ٹھاک تشویش میں مبتلا ہو گئی تھی۔ وہ یقیناً بہت پریشان تھا۔

وہ دل ہی دل میں نانو کی صحت یابی کی دعا کرنے لگی۔

digest library.com ❤️❤️

☆☆☆

اگلے دن اس نے صبح سویرے ہی واپسی کی ٹھانی۔ دادی بھی مسز عالم کی خیریت دریافت کرنے ساتھ جانا چاہتی تھیں۔

"آج حرا کا ولیمہ ہے۔ آپ پروگرام کے مطابق انیسہ پھوپھو کی طرف چلی جائیں۔ ویسے بھی وہ آج خود کو بہت تنہا محسوس کر رہی ہوں گی آپ کل یا پرسوں سہولت سے آجائیے گا۔" اس نے انہیں منع کرنے کے بعد عظام کو فون کیا تھا لیکن اس کی سوئی سوئی سی آواز سن کر شرمندہ سی ہو گئی۔

"آپ ابھی تک اٹھے نہیں۔" وہ خاصا سحر خیز تھا اس لیے اس نے دھیرے سے پوچھا۔

"ہاں بس رات کو نانو کے پاس تھا۔ فجر پڑھ کر بیڈروم میں آیا ہوں۔ خیریت تم نے کیسے فون کیا۔" عظام نے نرمی سے پوچھا۔

"میں آنا چاہ رہی تھی ڈرائیور کو بھیج دیجیے۔"

"کیوں آج تو حرا کا ولیمہ ہے۔ تم پروگرام کے مطابق کل آجانا۔ یہاں کی ٹینشن مت لو۔ میں آفس نہیں جا رہا۔ میں ہوں نانو کے پاس۔"

"فنکشن رات کو ہے۔ ممکن ہوا تو میں اٹینڈ کر لوں گی بس آپ فی الحال ڈرائیور کو بھیج دیجیے۔" اس نے اصرار کیا۔

"اوکے میں بھیجتا ہوں۔" عظام نے مزید

بحث نہ کی تھی۔

اور جس وقت وہ نانو کے پاس پہنچی تو انہیں دیکھ کر اسے دھچکہ لگا۔ ایک ہفتے کے اندر وہ مزید کمزور ہو گئی تھیں۔ ایسی بھی کیا بیماری ان کی جان کو چمٹ گئی تھی اور اس نے یہ ہی سوال ان سے بھی کر ڈالا۔

''بیماری بڑی پرانی ہے بیٹا۔ بار بار حملہ آور ہوتی ہے۔ ہر بار میں اسے پچھاڑ دیتی ہوں لیکن وہ اگلی بار پہلے سے زیادہ طاقتور ہو کر حملہ کرتی ہے اور اب تمہاری نانو بہت بوڑھی اور کمزور ہو گئی ہیں لگتا ہے اس بار یہ جنگ میں جیت نہ پاؤں گی۔''

وہ تھکے ہوئے انداز میں مسکرائی تھیں۔

نورالہدیٰ نے متوحش ہو کر انہیں دیکھا۔

''میں کینسر سروائیور ہوں بیٹا اور میرے معالج دوسرے مریضوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے ہمیشہ میری مثال دیتے تھے لیکن اب میں یہ جنگ لڑتے لڑتے تھک چکی ہوں اور تھکا ہوا سپاہی جلد ہار مان لیتا ہے۔''

ان کی بات سن کر وہ ساکت رہ گئی تھی۔

''آپ نے کبھی مجھے بتایا کیوں نہیں؟'' کچھ دیر بعد اس کی سرسراتی آواز نکلی تھی۔

''مجھے اپنے دکھوں کا اشتہار لگانا کبھی پسند نہیں رہا۔ نہ ہی لوگوں کی ترحم آمیز نگاہوں کا سامنا کرنا آسان لگتا ہے بس اسی لیے میرے اپنے ہی میری بیماری سے واقف تھے۔'' وہ یاسیت بھرے انداز میں مسکرائی تھیں۔

''میں آپ کی اپنی نہیں ہوں نانو۔'' اسے ان کی بات سن کر تکلیف ہوئی۔

''اپنی ہو اسی لیے تو بتا رہی ہوں اب تمہاری نانو کے پاس زیادہ مہلت نہیں بچی۔ عظام میرے سامنے ڈاکٹر کے ساتھ میری رپورٹس ڈسکس کرنے سے ہچکچا رہا تھا لیکن زیادہ پڑھا لکھا ہونے کا نقصان یہ ہے کہ مجھے اپنی رپورٹس پڑھ کر خود ہی مرض کی سنگینی کا احساس ہو گیا ہے۔ وہ بہت پریشان ہے۔ اسے سمجھانا تمہارا کام ہے، اس دنیا میں جو آیا ہے اسے جانا ہے عمر خضر کون لکھوا کر لایا ہے اور ویسے بھی اللہ نے اس مختصر زندگی میں ہر نعمت سے نوازا ہے۔ بس اللہ ایمان اور عافیت کے ساتھ آخری منزل آسان کرے تم میرے لیے بس یہ دعا کرنا۔''

''میں اللہ سے خوب دعا کروں گی آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی، پلیز ایسی باتیں مت کریں۔'' وہ ان کا ہاتھ تھام کر سسک پڑی تھی۔

''عظام کو حوصلہ دینے کے لیے تمہیں خود کو مضبوط بنانا ہوگا میری بچی!'' انہوں نے اسے شفقت بھرے انداز میں مخاطب کیا۔

نورالہدیٰ خود کو کیا مضبوط بناتی۔ وہ ان کی تسلی کے لیے اثبات میں سر ہلاتی آنسوؤں پر بند باندھ گئی مگر ذرا دیر بعد جب وہ ان کے لیے سوپ بنانے کچن میں گئی تو برداشت جواب دے گئی۔ یہ شفیق سی ہستی زندگی موت کی کشمکش میں مبتلا ہے اسے کب خبر تھی، اس کے اعصاب اتنے مضبوط نہیں تھے کہ اس شاک کو برداشت کر سکتے۔ الماس کچن میں آئیں تو اسے روتا دیکھ کر چونک گئیں۔

''کیا ہوا ہے تمہیں؟ اپنے گھر سے کب لوٹیں۔ سب خیریت ہے ناں وہاں؟'' انہوں نے حیرانی سے استفسار کیا۔

''جی! اس نے بدقت سر ہلایا مگر آنسو پھر بہنے لگے۔''

''میں نانو کے لیے پریشان تھی۔'' الماس کی حیران نگاہیں خود پر مرکوز پا کر اسے وضاحت دینی پڑی تھی۔

''کیا ہوا ہے ممی کو۔'' وہ بری طرح پریشان ہوئیں اور پھر نورالہدیٰ کے جواب کا انتظار کیے بنا تیزی سے باہر نکلی تھیں۔ اب ان کا رخ ماں کے کمرے کی جانب تھا۔

☆☆☆

''عظام تمہیں کیا بتاتا۔ رپورٹس کل ہی آئی ہیں الماس۔'' وہ بیٹی کو وضاحت دیتے دیتے گویا تھک سی گئیں۔

''مجھے میری ماں کی بیماری کی اطلاع ایک غیر لڑکی سے مل رہی ہے آپ نے عظام کو ہمیشہ مجھ پر فوقیت دی۔ میں نے یہ حقیقت قبول کر لی لیکن آپ کے لیے تو عظام کی بیوی بھی مجھ سے زیادہ اہم ہے۔ وہ کچن میں کھڑی آپ کے لیے آنسو بہا رہی ہے اور آپ کی اپنی بیٹی ایک پرسکون نیند اور شاور لینے کے بعد ملازمہ سے ناشتے کا کہنے کچن میں گئی۔ میں آپ کے لیے پریشان ہی ہو سکوں کم از کم مجھ سے یہ حق تو نہ چھینیں۔'' وہ آب دیدہ ہو کر شکوہ کر رہی تھیں۔

''تمہاری ماں، تمہارے گھر کے ہی ایک کمرے میں مقیم ہے الماس اور تمہاری شکل دیکھے مجھے کئی کئی دن بیت جاتے ہیں۔ پھر بھی شکوہ تمہارے لبوں پر ہی ہے۔ تمہیں ساری عمر مجھ سے بہت شکوے رہے ہیں۔ اب میرے ساتھ یہ شکوے بھی دم توڑ جائیں گے۔'' وہ افسردگی سے بولیں۔

''ہاں میری کوتاہی ہے میں آپ کے لیے وقت نہیں نکال پاتی۔ لیکن آپ کی پچھلی رپورٹس تو بالکل ٹھیک تھیں پھر یہ آناً فاناً کیا ہو گیا۔ عظام نے ڈاکٹرز سے پوچھا نہیں وہ کیا کہتے ہیں۔ اگر ڈاکٹرز اجازت دیں تو ہم باہر چلیں گے آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی ممی۔'' الماس نے جیسے ان سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

وہ ان کی بات پر ایسے مسکرائی تھیں جیسے کسی بچے کی بات پر مسکرایا جاتا ہے۔

''میں مانتی ہوں میں آپ کی بری بیٹی ہوں لیکن آپ تو میری اچھی ماں ہیں ناں۔ پلیز میری کوتاہیوں کو معاف کر دیں۔ میں خود آپ کے ڈاکٹرز سے بات کروں گی۔ آپ اپنی رپورٹس دکھائیے مجھے۔ یوں اچانک ایسی سیریس کنڈیشن تک بات کیسے جا سکتی ہے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا۔''

الماس حقیقت تسلیم کرنے سے انکاری تھیں۔

مسز عالم بے بسی سے مسکرا کر رہ گئیں۔ ایک مدت بعد بیٹی ماں کے لیے بے قراری کا اظہار کر رہی تھی لیکن وہ جانتی تھیں اب اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک گہری سانس کھینچ کر وہ اسے تسلی دینے لگی تھیں۔

☆☆☆

نور الہدیٰ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ عظام کو کیسے تسلی دے، وہ نانو کی طبیعت کی وجہ سے بے حد پریشان تھا۔ آفس جانا تقریباً ختم کر دیا تھا۔ زیادہ وقت مسز عالم کے ساتھ گزارتا۔ ان کی ٹریٹمنٹ شروع ہو چکی تھی۔

بڑھاپے کی وجہ سے ڈاکٹرز نے کیموتھراپی اور ریڈیوتھراپی کا آپشن مسترد کر دیا تھا۔ زیادہ دوائیاں درد کے خاتمے کے لیے تھیں ڈاکٹرز اب ان کے بارے میں زیادہ پرامید نہ تھے۔

نور الہدیٰ سب کچھ بھول بھال کر فقط ان کی خدمت پر ہی کمربستہ رہتی۔ نانو اپنی بیماری کی حقیقت جان لینے کے بعد حیرت انگیز طور پر پرسکون ہو چکی تھیں۔ الماس بھی دن کا بیشتر وقت ماں کے ساتھ گزارتیں۔

''میرے سب پیارے میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اس سے زیادہ خوب صورت موت کیا ہو گی۔'' وہ مسکرا کر کہتیں اور پیاروں کا دل کٹ کر رہ جاتا۔

digest library.com❤️❤️

عظام انہیں ہاسپٹل لے جاتا تو الماس بھی ساتھ جاتیں اور وہ ایسا ہی دن تھا جب ملازمہ نے نور الہدیٰ کو عظام کی خالہ کے آنے کی اطلاع دی۔

''عظام کی خالہ!'' نور الہدیٰ ملازمہ کے منہ سے یہ بات سن کر جی بھر کر حیران ہوئی۔ ڈرائنگ روم میں گئی تو خوب صورت نقوش والی بے تحاشا ماڈرن درمیانی عمر کی خاتون سامنے صوفے پر براجمان تھیں۔ نور الہدیٰ جانتی تھی کہ نانو کی فقط ایک بیٹی الماس ہی ہیں وہ ان خاتون کو الماس کی کوئی کزن سمجھی تھی۔

''ممی اور عظام تو نانو کے ساتھ ہاسپٹل گئے ہیں۔'' اس نے سلام دعا کے بعد انہیں آگاہ کیا تھا۔

''مجھے تو فقط عظام سے ملنا تھا۔ میں ہفتہ پہلے ہی یوکے سے آئی تھی آج رات کی میری واپسی کی

فلائٹ ہے۔ پچھلی بار پانچ سال پہلے آئی تھی جب بھی عظام سے ملاقات نہ ہو پائی وہ جب خود فارن ٹرپ پر تھا۔ سوچا اس بار اپنی جیا کی نشانی سے مل لوں پھر جانے کب پاکستان آنا ہو۔''

''جیا۔'' نورالہدیٰ نے حیرت سے ان کے لبوں سے نکلا نام دہرایا۔

''جویریہ عظام کی مرحومہ ماں ہم اسے پیار سے جیا کہتے تھے۔ عظام نے تمہیں کبھی ماں کی تصویر نہیں دکھائی وہ ہو بہو ماں پر ہی گیا ہے۔''

خاتون اپنی ہی دھن میں بول رہی تھیں اور نورالہدیٰ پر گویا حیرت کے ساتوں آسمان ٹوٹ پڑے۔

''آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ عظام کی ماں تو ممی ہیں۔'' اس نے بے یقینی سے انہیں جھٹلایا۔

''اس کی اسٹیپ مدر کی بات کر رہی ہو۔ کیا نام ہے اس کا ہاں شاید الماس۔'' انہوں نے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''عظام پانچ سال کا تھا جب جیا کی ڈیتھ ہوئی تھی۔ جہانگیر بھائی نے محض چھ ماہ بعد ہی دوسری شادی کر لی تھی۔ خیر ہمیں اعتراض کا حق نہیں، ان کے سامنے پوری زندگی پڑی تھی۔ دوسری شادی ان کا حق تھا پھر عظام بھی اپنی سوتیلی نانی سے بہت اٹیچڈ ہو گیا تھا ہمارے دل کو اس کی طرف سے اطمینان تھا ویسے بھی جیا کے علاوہ ہم سب بہن بھائی یو کے سیٹلڈ تھے۔ کوئی شادی کر کے جا بسا تو کسی کو روزگار باہر لے گیا بس ہماری جیا تھی جس کا آخری ٹھکانا بھی یہاں بنا۔ یہ ہماری کوتاہی کہ ہم اس کے بعد عظام سے ویسا رابطہ نہ رکھ پائے جیسے رکھنا چاہیے تھا۔ لیکن میں تو جب جب بھی پاکستان آئی عظام سے ملنے ضرور آئی۔''

وہ خود ہی وضاحت پیش کرنے میں لگی ہوئی تھیں اور نورالہدیٰ تو بس حیرت سے آنکھیں پھاڑے ان کے انکشاف سن رہی تھی۔

''عظام تو ایسا بے مروت نکلا کہ اپنی شادی کا بتایا تک نہیں۔ اسے کہوں گی تمہیں لے کر باہر کا چکر لگائے۔ اس کا سارا ننھیال تو وہاں ہی ہے ناں۔ ویسے کب شادی ہوئی تم دونوں کی؟'' انہوں نے اچانک پوچھا۔

''جی ابھی چند ماہ ہی ہوئے ہیں۔'' نورالہدیٰ نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے قدرے سنبھل کر جواب دیا۔

''ماشاءاللہ عظام لکی ہے جو تم جیسی پیاری بیوی ملی، اچھا اس سے رابطہ تو کرو۔ پوچھو کب تک آئے گا۔ آج ویسے بھی میری واپسی ہے بڑی ہیکٹک روٹین ہے آج کی۔ میں پھر بھی فرصت نکال کر آئی ہوں۔''

''جی میں پوچھ کر بتاتی ہوں۔'' وہ اپنا موبائل اٹھانے کمرے کی طرف بڑھی پھر واپس باہر جاتے جاتے رک کر وہیں کھڑے ہو کر کال ملائی۔

''آپ کی خالہ آپ سے ملنے آئی ہیں۔ پوچھ رہی ہیں آپ کب تک واپس آئیں گے۔'' نورالہدیٰ نے پوچھا۔ اسے گمان تھا کہ عظام حیرت سے پوچھے گا کون سی خالہ بلکہ وہ خود کو اس کی ممکنہ ڈانٹ کے لیے بھی تیار کرنے لگی۔ وہ عورت کوئی نوسر باز ہی نہ ہو یہ خدشہ تو فون ملاتے ملاتے ستایا تھا۔

''کون فری خالہ؟'' عظام نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''میں نے نام نہیں پوچھا۔ یو کے سے آئی ہیں اور آج رات ان کی واپسی ہے۔'' اس نے سپاٹ سے انداز میں تفصیل بتائی۔

''تم ان کی فلائٹ کا ٹائم پوچھ لو۔ بتا دو ابھی ہمیں آنے میں دیر ہے میں ایئرپورٹ جا کر ان سے مل لوں گا۔'' عظام نے مختصر سا پیغام دے کر رابطہ منقطع کر دیا۔ نورالہدیٰ نے اس کی خالہ تک پیغام پہنچا دیا۔

''چلو اچھی بات ہے ملاقات ہو ہی جائے گی۔'' انہوں نے فلائٹ شیڈول سے آگاہ کرنے

کے بعد واپسی کی راہ لی۔ نورالہدیٰ نے آداب میزبانی نبھانے چاہے مگر وہ پیار سے اس کے گال تھپتھپا کر اپنی مصروفیت کا عذر پیش کرتی اسی وقت واپس چلی گئی تھیں۔

digest library.com

☆☆☆

نورالہدیٰ اگلے دو، تین دن تک منتظر ہی رہی کہ عظام اس بارے میں اس سے کوئی بات کرے گا۔ اس نے اپنے سوتیلے رشتوں کی حقیقت سے اسے بھی آگاہ کیوں نہ کیا وہ اس کی جانب سے اس وضاحت کی منتظر ہی رہی لیکن شاید اس کی نگاہ میں نورالہدیٰ کی کوئی وقعت اور حیثیت تھی ہی نہیں۔ وہ آج کل اسے خود سے بہت دور لگنے لگا تھا۔ گمبھیر سنجیدگی اس کے وجود کا احاطہ کیے رکھتی اور نورالہدیٰ کو کوئی روٹین کی بات کرنے کے لیے بھی اسے مخاطب کرنا ہوتا تو اپنی ہمت مجتمع کرنی پڑتی، عظام کو تو اندازہ تک نہ تھا کہ وہ کس ذہنی کرب سے گزر رہی ہے لیکن نانو سے اس کی پژمردگی چھپی نہ رہ پائی تھی۔

”کیا بات ہے نورالہدیٰ! کس وجہ سے اتنی پریشان ہو؟“ انہوں نے اسے محبت سے مخاطب کیا۔

الماس نے بھی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا وہ آج کل زیادہ وقت ماں کے ساتھ گزارتیں۔ اس لڑکی کی اپنی ماں سے قربت اب انہیں زیادہ نہ کھلتی۔ وہ جس محبت اور بے لوث طریقے سے ہر گھڑی ان کی خدمت پر کمربستہ رہتی وہ جذبہ نظرانداز کرنے کے قابل نہ تھا۔

”بس آپ جلدی سے اچھی ہو جائیں نانو! مجھے آپ کی بہت ضرورت ہے۔“ اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئی تھیں۔

”میں ابھی تو ہوں ناں تمہارے پاس بتاؤ کیا مسئلہ ہے کیا عظام نے کچھ کہا؟“ وہ پوچھ رہی تھیں۔

نورالہدیٰ نفی میں سر ہلاتے ہوئے آنسو پونچھنے لگی۔

”آج ممی کی نرس دیر سے پہنچے گی۔ اس کا ابھی میرے پاس فون آیا تھا۔ جب تک وہ نہیں آتی تم یہاں رکنا۔ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے واپسی میں ٹائم لگے گا۔“ الماس نے نورالہدیٰ کو مخاطب کیا۔

پتا نہیں انہیں واقعی ضروری کام آن پڑا تھا یا وہ ماں اور بہو کو بات کرنے کا موقعہ دینا چاہتی تھیں۔ ان کے جانے کے بعد نانو نے اسے اپنے قریب بلا کر پیار سے اس کی پریشانی کی وجہ دریافت کی۔

”عظام آپ کے سوتیلے نواسے ہیں نانو۔“

آخر اس نے جی کڑا کر کے پوچھ ہی ڈالا۔

”جس تعلق اور رشتے کی بنیاد محبت پر قائم ہو بیٹا اس میں سگا، سوتیلا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اگر تم اس وجہ سے رنجیدہ ہو کہ عظام نے تم سے یہ حقیقت چھپائی تو تمہارا شکوہ بنتا ہے۔ بیوی ہونے کے ناتے تمہیں اس کی زندگی کے ہر گوشے کا علم ہونا چاہیے۔“ وہ نرمی سے بولیں نورالہدیٰ خاموشی سے لب کچلتی رہی۔

وہ بستر مرگ پر پڑی اس شفیق ہستی کو یہ بتا کر کیسے پریشان کرتی کہ عظام کی زندگی میں اسے سرے سے کوئی حیثیت حاصل ہی نہیں ہے۔ وہ ایک چھت تلے دو اجنبیوں کی حیثیت سے زندگی گزار رہے ہیں۔ اپنائیت کا وہ رشتہ جو عظام نے شروع میں قائم کرنے کی کوشش کی تھی وہ بھی کب کا دم توڑ چکا ہے۔ وہ اس سے قطعی لاتعلق ہو چکا تھا۔ نورالہدیٰ کو اپنے رشتے کی ناپائیداری کا بخوبی احساس تھا لیکن وہ اس دل کا کیا کرتی جو عظام کے نام پر دھڑکنا سیکھ چکا تھا۔

اس سے دور جانے کا تصور کرتے ہی اس کا دم رکنے لگتا۔ کبھی کبھی اسے لگتا کہ وہ نانو کی صحت یابی کے لیے اللہ کے حضور گڑگڑاتی ہے تو شاید اس میں اس کی اپنی غرض پوشیدہ ہے اگر انہیں خدانخواستہ کچھ ہو جاتا تو جانے عظام اور اس کے رشتے کا مستقبل کیا ہوتا۔

”الماس میری اکلوتی بیٹی تھی۔ اس کا باپ بے پناہ دولت مند تھا لیکن وہ ہر اس اخلاقی برائی میں مبتلا تھا جو کسی بھی بگڑے رئیس زادے میں ہوتی ہیں۔“

نانو نے اسے قریب بٹھا کر دھیرے دھیرے اپنی داستان حیات سنانے کا آغاز کیا۔ وہ داستان جس کا

ایک باب عظام کے نام کا تھا۔

☆☆☆

شوہر سے علیحدگی کے بعد ان کی بیٹی ہمیشہ ان سے شاکی رہی وہ عیش وعشرت جو اسے باپ کے گھر حاصل ہو سکتا تھا ماں کے فیصلے کی وجہ سے اسے اس سے محروم ہونا پڑا۔

روزینہ نے طلاق لینے کے بجائے محض علیحدہ ہونے پر اکتفا کیا تھا۔ شوہر کا نام ساری زندگی ان کے نام کے ساتھ جڑا رہا لیکن شوہر نے ان کے ساتھ بیٹی کو بھی اپنی زندگی سے خارج کر دیا تھا۔

ان کی زندگی سخت جدوجہد سے عبارت رہی تھی۔ الماس کو بہترین زندگی فراہم کرنے کے لیے انہوں نے مقدور بھر کوشش کی لیکن اس کے خوابوں کی پرواز بہت بلند تھی۔ زندگی کی شاہراہ پر اسے جہانگیر احمد ٹکرا گئے۔ ایک پانچ سالہ بچے کے باپ، جس کی ماں کچھ عرصہ پہلے ہی اللہ کو پیاری ہو گئی تھی۔ جہانگیر احمد کے اسٹیٹس نے الماس کو اتنا متاثر کیا کہ وہ اس کی طرف سے شادی کے پروپوزل پر فوراً ہامی بھر بیٹھی۔ انہوں نے بیٹی کو سمجھانے کی بہت کوشش کی جانتی تھیں کہ وہ جہانگیر احمد کی بیوی تو بن جائے گی لیکن کبھی اس کے بیٹے کی ماں نہ بن پائے گی اور وہ ہی ہوا جس کا انہیں خدشہ تھا۔

ساڑھے پانچ برس کا عظام جو ماں کو کھونے کے بعد ویسے ہی بہت سہما سہما رہتا تھا اب باپ کی شفقت سے بھی محروم رہنے لگا۔

"الماس کو زندگی سے وہ سب مل گیا تھا جس کی وہ خواہش مند تھی جہانگیر احمد بھی کم عمر اور حسین ترین بیوی پا کر بہت مسرور تھے دونوں میاں بیوی نئے رشتے میں مگن ہو کر عظام کو بالکل ہی فراموش کیے ہوئے تھے۔ سیر سپاٹے، لنچ، ڈنر اور اب تو الماس نے شوہر کے ساتھ اس کا آفس بھی جوائن کر لیا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے سنگ بہت خوش تھے۔

الماس ماں کو بار بار جتاتی کہ جس فیصلے سے وہ اسے باز رکھنا چاہتی تھیں اس فیصلے نے اسے زندگی کی تمام مسرتوں سے ہمکنار کر دیا ہے وہ ماں سے اصرار کرتی کہ وہ اب اس کے ساتھ چل کر رہیں۔ جہانگیر احمد بھی کئی بار ان سے یہ بات کر چکے تھے۔

وہ ہر بار بیٹی کی خواہش اور داماد کے خلوص بھرے اصرار پر سہولت سے معذرت کر لیتیں لیکن کبھی کبھار الماس کی طرف چکر ضرور لگاتیں اور اس کی بڑی وجہ اس وسیع وعریض گھر کے ایک گوشے میں موجود وہ سہما سا وجود ہوتا جو بہت تھوڑے وقت میں ان کے دل کے بہت قریب ہو گیا تھا۔

جہانگیر احمد نے عظام کو فقط ایک بار بتایا تھا کہ وہ اس کی نانو ہیں اور اب جب بھی وہ وہاں جاتیں تو وہ انہیں اپنا منتظر ملتا۔ ان کی محبت، شفقت اور اپنائیت پا کر وہ کھل اٹھتا تھا۔

دوسروں کے لیے کم گو سا بچہ ان کے ساتھ ڈھیروں باتیں کرنے لگا تھا اور پھر وہ ایسا ہی دن تھا وہ عظام کے لیے اس کی پسند کا کھلونا لے کر گھر گئیں۔ الماس اور جہانگیر دونوں ہی گھر پر موجود نہ تھے۔

گھر کا نیا خانساماں جو شکل سے بہت شریف اور مسکین نظر آتا تھا اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل کے لیے عظام کے کمرے میں موجود تھا اگر وہ اس وقت وہاں نہ پہنچتیں تو جانے وہ معصوم فرشتہ کس اذیت ناک صورت حال سے دوچار ہوتا۔ خانساماں تو موقع سے فرار ہو گیا لیکن عظام ان سے لپٹ کر بلک بلک کر رو دیا۔

"یہ انکل بہت دنوں سے مجھ سے عجیب عجیب باتیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر یہ کسی اور کو بتائیں تو سبزی کاٹنے والی چھری سے وہ میری گردن کاٹ دیں گے اور آج تو وہ میرے کمرے میں ہی گھس گئے تھے۔

پلیز نانو آپ مجھے چھوڑ کر واپس نہ جائیں ورنہ میں بھی آپ کے ساتھ ہی چلوں، گا نئی ممی مجھے بالکل پیار نہیں کرتیں اور ڈیڈی سارا وقت ان ہی کے ساتھ سپنڈ کرتے ہیں۔" وہ ان سے چمٹ کر بار بار ایک ہی بات دوہرائے جا رہا تھا۔ الماس کی ضد نے

انہیں قائل نہ کیا کہیں عظام کی التجا کے سامنے وہ ہار گئیں۔

وہ یہاں آ کر رہنے لگی تھیں۔ عظام ایک پل کے لیے ان سے جدا ہونا گوارا نہ کرتا۔ وہ اپنے اسکول کی چھٹی کے بعد ان کے اسکول کے باہر گاڑی میں دو، دو گھنٹے ان کا انتظار کر لیتا لیکن اکیلے گھر نہ جاتا۔ اس کی خاطر دوسرے شہر تبادلہ ہونے پر انہوں نے ریٹائرمنٹ لینے کو ترجیح دی۔ وقت گزرتا گیا۔

کل کا سہا بچہ پراعتماد جوان کا روپ دھار گیا تھا۔ اگر وہ نواسے پر جان چھڑکتی تھیں تو نواسا بھی ہر گھڑی ان کا دم بھرتا۔ اس کی زندگی کی ہر کامیابی کے پیچھے اس کی مشفق نانو کا وجود تھا۔

وہ ان کے لیے بے حد حساس تھا۔ الماس اور اس کے تعلقات میں بیتے برسوں میں خاص بہتری نہ آئی تھی وہ انہیں ممی کہہ کر مخاطب کر لیتا اور یہی اس کے لیے بہت تھا لیکن الماس کی ماں اس کی زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ تھی صرف ان کی خاطر اس نے کبھی دنیا والوں کے سامنے الماس کے ساتھ اپنا حقیقی رشتہ پیش نہ کیا۔ وہ نانو کی بیٹی تھیں سو اس کی ممی ہوئیں اور بس بات ختم۔

اس کی زندگی تو نانو پر شروع ہو کر ان پر ہی ختم ہوتی تھی۔ ان ہی کی خواہش پر اس نے شادی کی ہامی بھری اور اب نورالہدیٰ اس کی زندگی کی خوب صورت حقیقت تھی۔

”صرف اس وجہ سے اس سے بدگمان مت ہو میری بچی کہ اس نے تمہیں ہمارے رشتے کی حقیقت سے بے خبر رکھا۔ یہ حقیقت خود اس کے لیے بے معنی ہے خدا گواہ ہے اگر الماس کی کوکھ سے کوئی بچہ جنم لیتا تو مجھے وہ بھی عظام سے کم عزیز ہوتا۔ یہ دل کے رشتے ہیں کسی کھوٹ، ملاوٹ اور غرض سے پاک، ورنہ خود عظام میرا اور تمہارا کیا رشتہ ہے۔ تم مجھے اتنے تھوڑے عرصے میں اتنی عزیز کیسے ہو گئی ہو اور میری طبیعت جانے کیوں تم اتنی ہی خاص کیسے ہوتی ہو۔ صرف تمہارے تو میں بس نانو ہی ہوں ناں لیکن میں جانتی ہوں میرے بعد وہ چند لوگ جن کی دعاؤں میں میں ہمیشہ شامل رہوں گی ان میں سے ایک تم بھی ہو گی۔“

وہ اس پر محبت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے مسکرائی تھیں۔

”پلیز جانے کی باتیں مت کیا کریں نانو۔“

ان سے چمٹ کر سسکیاں بھرنے لگی۔ مسز عالم محبت سے اس کی پشت ہولے ہولے سہلانے لگی تھیں۔

☆☆☆

digest library.com ❤️❤️

”آپ کی یہ چند دن کی خدمت اس بے گانگی بھرے رویے کی تلافی کر سکتی ہے ممی! جو آپ نے ساری زندگی نانو کے ساتھ اپنایا۔“ عظام چبھتے ہوئے انداز میں الماس سے مخاطب تھا۔

”میں نے اپنی ماں کے ساتھ جو بھی رویہ اپنایا میں تمہارے سامنے جوابدہ نہیں۔ وہ میری ماں اور میں ان کی بیٹی ہوں۔ یہ حقیقت دنیا کا کوئی شخص نہیں جھٹلا سکتا۔“ الماس نے اسے سپاٹ انداز میں باور کروایا۔

”ٹھیک کہہ رہی ہیں مگر یہ حقیقت ساری زندگی آپ خود فراموش کیے رہی ہیں۔“ وہ طنز سے باز نہ آیا۔

ناشتے کی میز پر موجود تیسرے گم صم وجود نے سہم کر عظام کو دیکھا۔ کس قدر کٹھور لگنے لگا تھا یہ شخص اس وقت نورالہدیٰ کو الماس پر ترس آیا تھا جو ہر بار کی طرح عظام کا طنزیہ وار سہہ کر محض اسے گھورنے پر ہی اکتفا کر پائی تھیں۔

”نورالہدیٰ تم نے بہت دن سے اپنے گھر کا چکر نہیں لگایا۔ جانا چاہتی ہو تو چلی جاؤ بلکہ جتنا مرضی عرصہ وہاں رہ لو۔ نانو کی خدمت کے لیے ان کے پاس آج کل ان کی بیٹی بھی ہوتی ہیں۔“

وہ جانے کیوں اتنا چڑچڑا اور تلخ ہو رہا تھا۔ اس کی بات سن کر نورالہدیٰ کا دل لرزنے لگا وہ اسے کیوں بھیج رہا تھا۔

”میں کہیں نہیں جاؤں گی۔“ وہ منمنا کر یہی کہہ پائی۔ ”تمہاری دادی جان بھی ضعیف ہیں ان لوگوں کو بھی تمہاری ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں

رہنا تمہاری مجبوری نہیں ہے پتا نہیں تمہیں یہ بات سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔" اس نے اب توپوں کا رخ نورالہدیٰ کی طرف موڑ لیا۔

"جب اس نے کہہ دیا وہ نہیں جانا چاہتی تو کس حیثیت میں زبردستی کر رہے ہو۔ نورالہدیٰ تم سکون سے ناشتہ کرو۔ اس کی بات ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیا کرو۔ ممی کے لاڈ پیار نے اس کا دماغ ساتویں عرش پر پہنچا رکھا ہے۔ ماں سے بات کرنے کی تو کبھی تمیز تھی ہی نہیں اب بیوی کو بھی خوامخواہ کے تیور دکھا رہا ہے۔"

الماس نے عظام کو تیکھے تیوروں سے گھور کر نورالہدیٰ کو مخاطب کیا۔ نورالہدیٰ کے حلق میں نوالہ اٹکنے لگا تھا۔ اس سے پہلے کہ آنسو پھسل کر گالوں کا رخ کرتے اس نے پانی کا گلاس لبوں سے لگا لیا۔

☆☆☆

نانو کی خطرناک بیماری کا آخری داؤ چلنے سے پہلے ہی ان کا دل دغا دے گیا۔ وہ پرسکون نیند سوتے سوتے ابدی نیند سو گئی تھیں۔ صدمہ بہت بڑا تھا لیکن زیادہ بڑا اس لیے بھی تھا کہ کوئی کسی کے کندھے پر سر رکھ کر آنسو بہانے کے لیے تیار نہ تھا۔

جہانگیر احمد بزنس ٹور پر باہر تھے وہ آخری رسومات میں بھی شریک نہ ہو پائے۔ الماس پتھرائے ہوئے وجود کے ساتھ اپنے کمرے میں گوشہ نشین ہو گئی تھیں۔ عظام کا سرد و سپاٹ انداز دیکھ کر کسی روبوٹ کا گمان ہوتا اور نورالہدیٰ کسی بے چین روح کی طرح گھر میں ادھر ادھر بھٹکتی رہتی۔ نانو کا بے آباد کمرہ اسے عجیب وحشت میں مبتلا کرتا۔ دل کی بے قراری بڑھتی تو وہ ان کے کمرے میں جا کر قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دیتی۔

روز و شب گزرتے جا رہے تھے لیکن کوئی اس سوئے ہوئے محل میں رہنے والے لوگوں کے جسم سے سوئیاں نکالنے نہیں آ رہا تھا۔

"الماس بی بی کو کل شام سے تیز بخار ہے لیکن وہ دوا تک نہیں لے رہیں۔" ملازمہ نے ہی نورالہدیٰ کو بتایا تھا۔

نورالہدیٰ سن کر پریشان ہوئی لیکن ان کے کمرے میں جانے کی ہمت بھی نہ کر پا رہی تھی۔ اس گھر میں رہنے والے عجب بددماغ تھے۔ خلوص کا جواب انتہائی بدلحاظی سے بھی دے سکتے تھے لیکن دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ ان کے پاس چلی گئی۔ حیرت انگیز طور پر انہوں نے اس کے کہنے پر کھانے کے دو چار نوالے بھی لیے پھر چپ چاپ دوا بھی لے لی......

نورالہدیٰ کی ہمت بندھ گئی تھی وہ دن میں کئی بار ذرا ذرا سی دیر کے لیے ان کے پاس جا بیٹھتی۔ ہر وقت نک سک سے تیار رہنے والی الماس اب پہچان میں نہ آتی تھیں۔

"پلیز ممی سنبھالیں خود کو، آپ نے اپنا کیا حال بنا لیا ہے۔ کپڑے بدلیں میں آپ کے بال بناتی ہوں بلکہ آپ کے بال ڈائی ہوئے بہت دن ہو گئے۔ سارے سفید بال واضح ہو رہے ہیں۔ ہیر کلر ہی کروا لیں۔"

وہ اب ان سے مخاطب ہونے کی ہمت کرنے لگی تھی۔

"میں ممی کی بری بیٹی تھی ناں کہتی تھیں کہ مجھ سے خفا نہیں مجھے معافی تک مانگنے نہ دیتی تھیں لیکن میں جانتی ہوں وہ دل میں مجھ سے خفا ہوں گی، ہے ناں نورالہدیٰ۔"

الماس نے گویا اس کی بات سنی ہی نہیں ان کے انداز پر وہ ذرا سہم گئی تھی کبھی کبھار اسے لگتا کہ ان کا ذہنی توازن بگڑنے لگا ہے۔

"لیکن سارا قصور میرا نہیں۔ ممی برابر کی قصوروار تھیں انہوں نے ہمیشہ اپنا سوچا۔ دنیا کی اور عورتیں بھی تو ہوتی ہیں جو ہر طرح کے شوہروں کے ساتھ نباہ کرتی ہیں۔ میری دادی، چاچی، تائی سب کے شوہر ویسے ہی تھے جیسا میرا باپ تھا۔ کوئی شوہر سے الگ نہ ہوا — میرے بارے میں سوچا تک نہیں اور میرے باپ سے علیحدگی اختیار کر لی۔" وہ کھوئے کھوئے انداز میں بول رہی تھیں۔ نورالہدیٰ

نے انہیں تاسف سے دیکھا۔

''میں نے جہانگیر سے شادی کی تو ممی کی دعائیں میرے ساتھ نہ تھیں اور جب ماں کی دعا نہ ہو تو بیٹی کیسے خوش رہ سکتی ہے۔ جہانگیر کو اس کا ایک بیٹا ہی کافی تھا۔ اس نے مجھے ماں بننے کی اجازت ہی نہ دی۔ شادی کے کچھ عرصے بعد میں نے ماں بننے کی خواہش کا اظہار کیا تو جہانگیر نے اس شدت کے ساتھ میرا مطالبہ رد کر دیا کہ مجھے کبھی دوبارہ یہ بات کرنے کی ہمت ہی نہیں پڑی اور دنیا میں سب سمجھتے ہیں کہ جہانگیر سے بڑھ کر جان چھڑکنے والا شوہر اور کوئی نہیں۔'' وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی تھیں۔

''میں عظام کو اپنا کر اپنی ممتا کی تسکین کر لیتی لیکن وہ میری ممی کا بیٹا بن چکا تھا۔ ممی کے ہوتے ہوئے عظام کیسے مجھے ماں کا رتبہ دے سکتا تھا۔ بتاؤ ہوئی ناں ممی غاصب۔؟''

انہوں نے اس کی تائید چاہی نور الہدیٰ نے اپنے آنسو چھلکنے سے روکے۔ الماس کی ذہنی کیفیت بہت ابتر تھی۔

''لیکن شاید میں غلط ہوں، ممی ہی بہت اچھی تھیں بلکہ بہت عظیم تھیں ان جیسی ماں کی مجھ جیسی بیٹی نہیں ہونی چاہیے تھی۔ ان کی بیٹی تمہارے جیسی ہونی چاہیے تھی۔ تم اچھی ہو بہت اچھی۔''

''آپ بھی بہت اچھی ہیں ممی!'' اس نے ان کے ہاتھ تھامے۔

''جہانگیر کی وجہ سے مجھے اچھا بننا پڑتا ہے۔ میں ساری عمر خود کو جوان رکھنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی رہی ہوں۔ تمہیں پتا ہے میرے باپ کی طرح جہانگیر بھی بہت رنگین مزاج ہے، میں کسی وقت اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتی۔ بزنس ٹرپ ہو، آفس ورک یا بزنس میٹنگز میں ہر جگہ اس کے ساتھ سائے کی طرح رہتی ہوں لیکن اب میں تھک گئی۔ وہ اکیلا باہر جا رہا تھا۔ میں نے جانے دیا۔ شکر ہے عظام کی تربیت ممی نے کی ورنہ آج تم بھی میری طرح بیٹھ کر رو رہی ہوتیں۔''

الماس جیتے ہوئے بولی تھیں اور اس بار نور الہدیٰ واقعی رو پڑی تھی۔

digest library.com

☆☆☆

''ممی کی ذہنی حالت بہت ابتر ہے انہیں کسی سائیکاٹرسٹ کو دکھانے کی ضرورت ہے۔'' وہ عظام سے مخاطب تھی۔

''وقتی صدمہ ہے ٹھیک ہو جائیں گی۔ نانو سے کب ان کی زیادہ اٹیچمنٹ تھی یہ تو ان کے آخری دنوں میں محبت کا ابال اٹھا تھا۔'' وہ لاپروائی سے بولا۔

''آپ انتہائی سخت دل شخص ہیں۔ ان کی حالت آپ کے سامنے ہے اور آپ وہ نظر انداز کر رہے ہیں۔ مجھے زیادہ معلومات نہیں ورنہ میں خود ہی کسی اچھے سائیکاٹرسٹ سے اپائنٹمنٹ لے لیتی آپ پلیز یہ مہربانی کر دیں۔ اپنی ماں سمجھ کر نہ سہی۔ نانو کی بیٹی جان کر ہی، نانو کے تو آپ کی ذات اور زندگی پر بے تحاشا احسانات ہیں ناں۔''

وہ الماس کی خاطر اس کٹھور شخص کی منت پر اتر آئی تھی عظام نے اسے تیکھے تیوروں سے گھورا تھا۔

''سائیکاٹرسٹ نہ سہی کوئی اچھا ڈاکٹر جو ان کے اعصاب کو پرسکون کرنے کے لیے کوئی دوا دے۔ وہ بہت اسٹریس میں ہیں۔ ڈیڈی ملک میں ہوتے تو اور بات تھی اور اگر نانو ہوتیں تو مجھے براہ راست آپ سے بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی، پلیز میری بات کو سیریس لیں۔ ممی کا چیک اپ بہت ضروری ہے۔''

''تمہاری تقریر مکمل ہو گئی یا کچھ اور کہنا باقی ہے؟'' عظام نے سرد و سپاٹ انداز میں پوچھا۔ نور الہدیٰ ایک لفظ بولے بنا وہاں سے چلی گئی۔ بے بسی، دکھ اور غصے کی ملی جلی کیفیات نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ سب جانتے بوجھتے بھی وہ اس سے آس کیوں لگا لیتی تھی۔

اگلے روز عظام نے آفس پہنچ کر اسے فون کیا۔

''میں نے ڈاکٹر سے اپائنٹمنٹ لے لی ہے۔ شام چھ بجے کا ٹائم ملا ہے۔ ڈرائیور کو لوکیشن سینڈ کر دوں گا تم ممی کو ساتھ لے جانا۔''

وہ روکھے سے انداز میں مخاطب ہوا تھا۔ نور الہدیٰ نے بے یقینی سے اس کی بات سنی تھی۔

"میں ممی کو لے جاؤں۔" حیرت کے دھچکے سے سنبھلتے ہوئے اس نے استفسار کیا۔

"ظاہر ہے کل تم نے مجھ سے یہ ہی بات کی تھی۔ میرا کام اپائنٹمنٹ لے کر دینا تھا۔ میں نے لے دی۔ آگے تم جانو تمہارا کام" وہ بے نیازی بھرے انداز میں گویا ہوا۔ "میں کیسے جاؤں گی میں تو خود کبھی نزلہ، کھانسی کی دوا لینے اکیلے ڈاکٹر کے پاس نہیں گئی۔ پلیز آپ فرصت نکال کر آجایئے گا۔"

نور الہدیٰ نے اس کا جواب سننے کی زحمت بھی نہ کی اور فوراً ہی اللہ حافظ کہتے ہوئے کال کاٹ دی۔ فون دوبارہ بجنے لگا۔ وہ پاگل نہیں تھی جو دوبارہ کال اٹینڈ کرتی۔ فون کو سائیلنٹ موڈ پر لگا کر وہ ممی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ ابھی انہیں ڈاکٹر کے پاس جانے کے لیے راضی کرنے کا مرحلہ باقی تھا۔

☆☆☆

نور الہدیٰ کا دماغ کہتا تھا کہ وہ شام کو مقررہ وقت پر گھر نہیں آئے گا۔ دل کی گواہی متضاد تھی جیت دل کی ہی ہوتی وہ نہ صرف وقت پر گھر آ گیا بلکہ ان کا چیک اپ کروانے بھی لے گیا یہ اور بات کہ نور الہدیٰ کو مستقل اس کی قہر برساتی نگاہوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

ڈھٹائی کبھی بھی نور الہدیٰ کی فطرت کا حصہ نہیں رہی تھی لیکن ان ماں بیٹے کے بیچ رشتوں کی خلیج پاٹنے کے لیے اسے ڈھٹائی اختیار کرنا پڑ رہی تھی۔ الماس نہ وقت پر دوا لیتی تھیں نہ ہی ٹھیک طرح سے کھانا کھاتی تھیں نور الہدیٰ کی ہدایت پر ملازمہ اس وقت ان کی روٹین سے آگاہ کرتی جب عظام بھی موجود ہوتا۔

"جب ممی کو بھوک لگے گی تو وہ کھا لیں گی صغریٰ ام ٹینشن مت لو۔" وہ لاپروائی سے ملازمہ کو جواب دیتی۔

"صغریٰ بتا رہی ہے کہ انہوں نے نہ تو رات کا کھانا کھایا، نہ ہی ناشتہ کیا۔ بنا کچھ کھائے دوا کیسے لیں گی؟" عظام اس کے جواب پر اسے کھا جانے والی نگاہوں سے گھورتا۔

"وہ میری بات نہیں مانتیں آپ کوشش کر کے کیوں نہیں دیکھتے۔" وہ ترنت جواب دیتی۔

کیوں عظام بے وقوف نہیں تھا جو اس کی چالاکیوں سے آگاہ نہ ہوتا لیکن ان چالاکیوں کا سدباب کیسے کرے اسے طریقہ نہ سوجھتا۔ لامحالہ اسے ہی الماس کی خبر گیری کرنا پڑتی وہ ان سے بات کرتے وقت اب بھی اتنا ہی اکھڑا اور بدلحاظ ہوتا لیکن ان کے کھانے پینے، سونے جاگنے کی ہر روٹین سے باخبر اور میڈیسن دینے کے معاملے میں سخت گیر رویہ اپناتا۔

☆☆☆

digest library.com

اب پتا نہیں یہ بیٹے کے احساس اور پروا کرنے کا کرشمہ تھا یا دوائیوں نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا تھا، الماس کی ذہنی اور جسمانی صحت پہلے کی نسبت بہت بہتر تھی اور جب ان کی اپنی حالت سنبھلی تو انہوں نے دوسروں کی خبر گیری کرنا چاہی۔ سب سے پہلے نور الہدیٰ ان کے سوال جواب کی لپیٹ میں آئی۔

"تمہارے اور عظام کے بیچ کیا چل رہا ہے نور الہدیٰ۔" انہوں نے اس سے تنہائی میں استفسار کیا۔

"ہمارے بیچ کیا چلنا ہے ممی کچھ بھی تو نہیں۔" وہ دونوں اس وقت اسٹڈی میں تھیں اور نور الہدیٰ کتابوں کی ترتیب درست کر رہی تھی۔

"یہ وہ کتابیں ہیں جو نانو آخری دنوں میں مجھ سے سنتی تھیں۔ میں ان کو سب سے الگ کر کے رکھوں گی۔"

"مجھے میرے سوال کا جواب دو، چھوڑو یہ کتابیں میرے سامنے آ کر بیٹھو۔" وہ اس کے

بات ٹالنے پر خفا ہوئیں۔ وہ خاموشی کے ساتھ ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

"ممی کی زندگی میں بھی تم دونوں فقط ان کے سامنے ہی خوش باش کپل کا تاثر پیش کرتے تھے اور اب تو اداکاری کا وہ جواز بھی ختم ہو گیا مجھے سیدھے اور صاف لفظوں میں بتاؤ تم دونوں کا کیا مسئلہ ہے؟"

وہ اپنی عقابی نگاہیں اس پر گاڑے بیٹھی تھیں گویا سچ اگلوا کر دم لیں گی نور الہدیٰ کچھ لمحے خاموشی سے نظریں چرانے کی کوشش کرتی رہی پھر اس کی آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔ وہ یہ بوجھ سہتے سہتے خود بھی تھک چکی تھی۔ ممی خود پوچھ رہی تھیں تو وہ کیسے چھپا پاتی۔

"عظام اور میرے درمیان کچھ نہیں ہے ممی۔ وہ میرے جیسی لڑکی ڈیزرو ہی نہیں کرتے تھے۔ نانو کی وجہ سے انہوں نے مجھے اپنی زندگی میں شامل کیا اور یہ بات مجھے شادی کی اولین رات ہی پتا چل گئی تھی۔ میں نے آپ دونوں کی باتیں سن لی تھیں آپ مجھے عظام کے گلے میں پڑے ڈھول سے تشبیہ دے رہی تھی اور عظام الٹا آپ کو مورد الزام ٹھہرا رہے تھے کہ انہیں آپ کی وجہ سے یہ ڈھول گلے میں لٹکانا پڑا ہے۔ میں کیسے زبردستی ان کی زندگی کا حصہ بنتی۔ تھوڑی بہت عزت نفس میں بھی تو رکھتی ہوں ناں۔" وہ بھرائے ہوئے لہجے میں اپنی صفائی پیش کر رہی تھی۔

"اوہ میرے خدا۔ کس قدر احمق لڑکی ہو تم۔"

الماس نے اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا۔ وہ ان کے ردعمل پر چپکی ہی رہ گئی۔

"شادی کی پہلی رات نہ سہی بعد میں تو تمہیں ہم ماں بیٹے کے تعلقات کی نوعیت کا اندازہ ہو گیا تھا ناں۔ وہ میری ہر بات کا الٹا جواب دینا اپنا فرض سمجھتا ہے اور تم ان بے بنیاد باتوں کو سینے سے لگائے بیٹھی رہیں۔" الماس کا بس نہ چل رہا تھا کہ اس احمق لڑکی کا کیا حشر نشر کر دیں۔

"سچ یہ ہی ہے کہ انہوں نے نانو کی خاطر مجھ سے شادی کی۔" نور الہدیٰ نے کمزور سے لہجے میں اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی۔

"اگر ایسا تھا بھی نور الہدیٰ تو مجھے بتاؤ اس میں قابل اعتراض بات کیا تھی۔ ہاں تم سے شادی کا ایک جواز یہ بھی تھا۔ ان دنوں ممی کی ایک اٹینڈنٹ نے غیر ذمہ داری اور لاپروائی کی حد کر دی تھی۔ وہ تین چار دن تک بغیر چیک کیے ممی کو ایکسپائرڈ دوا دیتی رہی تھی دوسری نرس نے اس کی غلطی پکڑی، ممی کی طبیعت خاصی خراب ہوئی تھی۔ عظام ان دنوں مجھ پر بھی بہت بگڑا میرے گھر پر نہ ہونے کی وجہ سے سب ملازمین کو من مانی کی عادت پڑی ہوئی تھی، گھریلو ملازمین کی غیر ذمہ داری تو برداشت کی جا سکتی تھی لیکن وہ ممی کے معاملے میں بہت حساس تھا اس نے ایک سیدھی سادھی گھریلو لڑکی سے شادی کا فیصلہ اسی لیے کیا کہ وہ گھر اور گھر والوں کا خیال کرے گی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ یہ شادی نبھانا نہیں چاہتا تھا۔

اس نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا تھا۔ اور شادی کے وقت لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کوئی نہ کوئی بنیاد بنا کر اس فیصلے پر پہنچتے ہیں ناں۔ کسی مرد کو خوب صورتی درکار ہوتی ہے۔ کوئی گھریلو لڑکی کو ترجیح دیتا ہے کسی کو کیریئر وومن پسند آتی ہے تو کوئی اعلیٰ تعلیم یافتہ جیون ساتھی کا خواہش مند ہوتا ہے۔ لڑکی والے بھی تو لڑکے کی نوکری، گھر بار، شرافت جیسا کوئی نہ کوئی معیار سامنے رکھتے ہیں ناں تمہارے گھر والوں نے بھی رکھا ہو گا پھر میرے بیٹے کو اس فیصلے کے لیے مورد الزام کیوں ٹھہرایا تم نے؟" وہ یکلخت سخت گیر ساس کا روپ دھار چکی تھیں۔

"کیونکہ میں خود کو عظام کے قابل نہ سمجھتی تھی وہ ہر لحاظ سے مجھ سے بہت بہتر ہیں۔" نور الہدیٰ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ "تو تمہیں چاہیے تھا تم اپنے احساس کمتری کا علاج

کرتیں عظام کو کس بات کی سزا دی۔ اسے شادی کے بعد بھی بیوی کی ذات سے کوئی سکھ نہ ملا کوئی اور مرد ہوتا تو تمہیں یوں من مانی کرنے کی اجازت نہ دیتا حد ہوتی ہے بے وقوفی کی۔"

"میں ان کی زندگی سے دور چلی جاؤں گی۔ وہ اپنے لیے اپنا من پسند جیون ساتھی ڈھونڈ لیں۔" وہ خود اذیتی کی انتہا پر تھی۔

"اگر تم نے اب بھی میلوڈی کوئین بننے کا ڈرامہ ختم نہ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔" الماس نے اسے درشتی سے ڈپٹا۔ وہ سوں سوں کر کے آنسو بہاتی رہی۔

"خوش قسمت ہو تم جو تمہیں عظام جیسا شوہر ملا۔ اس ہیرے کی قدر کرو۔ بدگمانی کی عینک اتار کر دیکھو تو تمہیں خود ہی اندازہ ہو جاتا کہ تمہیں دیکھ کر اس کی آنکھیں کیسے جگمگانے لگتی ہیں ضروری نہیں کہ ہر شوہر آئی لو یو کی تکرار کرے، بیوی کے پیچھے دم ہلاتا پھرے اور پھر صرف تمہاری ناک ہی تو اونچی نہیں وہ تم سے چار گنا بڑھ کر انا پسند ہے۔ تم سے بھی تمہارے التفات کی بھیک نہیں مانگے گا۔ ابھی بھی وقت ہے اپنی غلطی سدھار لو۔ اپنی بدگمانیوں پر اس سے معذرت کرو۔ بیوی ہو اس کی ہر طرح کا حق رکھتی ہو اس پر۔ لڑو جھگڑو، خفا ہو، روٹھو مگر لاتعلقی برت کر تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسے کھو دو گی۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے نور الہدیٰ۔ یہ غیر فطری رویے تمہارے رشتے کو دیمک کی طرح کھا جائیں گے۔ تم نے تو زندگی کو بھی کوئی فلم یا ڈرامہ سمجھ لیا تھا۔ مرد کے ضبط اور برداشت کو اتنا نہیں آزماتے احمق لڑکی۔" وہ اس کی عقل پر ماتم کر رہی تھیں۔

"سوری ممی۔" وہ کھسیا کر سوری ہی کہہ پائی۔ اس بار الماس فقط اسے گھور کر رہ گئیں۔

☆☆☆

"میں دو ہفتے کی میڈیسن لایا تھا ممی اور آپ نے بمشکل چار دن دوا لی ہے۔ ڈاکٹر کی سخت ہدایت تھی کہ طبیعت میں بہتری محسوس ہونے کے باوجود یکدم دوا لینی نہیں چھوڑنی۔ اس نے خود ہی ڈوز گھٹا دی تھی ناں۔ دوا بتدریج ختم کی جاتی ہے۔ پلیز ڈاکٹر کی بات مانیں اپنی مرضی مت چلایا کریں۔"

digest library.com❤️❤️

وہ ان پر خفا ہو رہا تھا۔ وہ اس کی خفگی کو خاطر میں لائے بغیر مسکرا کر اسے دیکھنے لگیں۔

"مسکرانے کی وجہ جان سکتا ہوں۔ خدانخواستہ کہیں پھر سے تو دماغ پر اثر نہیں ہونے لگا۔" وہ طنز کرنے سے باز نہ آیا۔

"تمہیں پتا ہے عظام! تم مجھ سے جتنی مرضی بدلحاظی برت لو اور میں تم سے بے اعتنائی بھرا رویہ اپنائے رکھوں میں نے زندگی میں کبھی بھی تمہیں اپنا سوتیلا بیٹا نہیں سمجھا۔ تمہاری ہر کامیابی پر دنیا کے سامنے فخر سے گردن اکڑائے ہر کسی کی مبارک باد وصول کی۔ تم ہمیشہ میرے لیے میرا بیٹا ہی رہے۔ بدلحاظ مغرور، بدتمیز اور اکھڑ بیٹا جو ہمیشہ ماں سے شاکی اور نانی سے قریب رہا۔ دکھ اس بات کا تھا کہ تم نے اپنی زندگی کے کسی فیصلے میں مجھے شامل نہ کیا۔ نور الہدیٰ بھی تمہارا ایسا ہی فیصلہ تھی۔ میں تمہاری اس بے وقوفی پر سخت جھنجلاتی تھی۔ وہ عام سی گھریلو لڑکی مجھے کبھی بھی تمہارے قابل نہ لگی تھی لیکن اب میں نے جانا کہ تمہارا فیصلہ کتنا بہترین تھا۔ وہ لڑکی جتنی خوب صورت ہے اس سے ہزار گنا زیادہ اس کا دل خوب صورت ہے۔ کیا وجہ ہے کہ تم ابھی تک اپنی زندگی میں اس کا جائز مقام نہ دے پائے۔ وہ تمہارے لیے قدرت کا انمول تحفہ ہے۔ اس کی قدر کرو۔ وہ تمہاری لاتعلقی اور بے اعتنائی مزید نہیں سہہ سکتی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا دماغی توازن بھی بگڑ جائے۔ ہر وقت گھر میں اداس روح کی طرح بوکھلائی چکرائی پھرتی ہے کوئی بات پوچھو تو خالی خالی آنکھوں سے یوں دیکھتی ہے جیسے بات سمجھ میں ہی نہیں آئی۔"

"کیا نور الہدیٰ نے کچھ کہا آپ سے؟"

عظام نے ابرو اچکا کر پوچھا۔
"وہ بے چاری کیا کہے گی لیکن میں اندھی نہیں ہوں۔ اس کا شاداب چہرہ کملا کر رہ گیا ہے اس کی آنکھوں کے گرد حلقے اس کی بے خوابی کے گواہ ہیں۔ کھانے کی میز پر وہ صرف رسم پوری کرنے کو بیٹھتی ہے۔ خدا، رسول کو گواہ بنا کر اسے اس لیے زندگی میں شامل کیا تھا کہ اسے لاتعلقی کی مار مارو گے۔" وہ ڈپٹتے ہوئے پوچھ رہی تھیں۔
"آپ خود سے اندازے مت لگائیں شادی کے بعد میں نے اس کی بدگمانیاں ختم ہونے کی سر توڑ کوشش کی۔ اس کا ہر ممکن خیال رکھا۔ مگر کسی بھی طرح اس کے احمقانہ خدشات دور نہ کر پایا۔" عظام بے بس ہو کر بولا۔
"سب کچھ کر کے دیکھ لیا۔ اسے ایک بار بھی اپنی محبت کا یقین دلایا؟" الماس نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔ عظام خاموش رہا تھا۔
"تم اس حد تک اپنی انا کے اسیر ہو گے مجھے اندازہ تک نہ تھا۔
لڑکیوں کا دل بہت نازک ہوتا ہے۔ وہ کم عقل اور بے وقوف بھی ہوتی ہیں لیکن تم جیسے عقل مند شخص مجھے اس بے وقوفی کی امید نہ تھی اگر اس سے محبت کرتے ہو تو اظہار کرنے کی جرأت بھی پیدا کرو اور نہیں تو اسے آزاد کر دو۔ اس کی زندگی کو کھیل تماشا مت بناؤ۔" وہ از حد سنجیدہ تھیں۔ عظام بہت دیر تک خاموش بیٹھا رہا تھا پھر گہری سانس کھینچتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔
"دوا یاد سے لے لیجیے گا۔" اس نے تاکید کی پھر جاتے جاتے مڑا۔
"ہاں ایک بات رہ گئی۔ میں نے اگر ساری زندگی آپ کو نہیں کہا ہے تو صرف کہا ہی نہیں ممی سمجھی ہیں بس آپ کی عادتوں سے اختلاف تھا اور امید ہے [illegible] رہے گا اور کبھی اس غلط فہمی میں مبتلا مت ہو جائیے گا کہ میں آپ کا تابع دار اور فرماں بردار بیٹا بن کر رہوں گا۔ شب بخیر۔" وہ بے نیازی سے کہتا کمرے سے نکل گیا تھا۔ الماس بھیگی پلکوں کے ساتھ مسکرا دی تھیں۔

☆☆☆

وہ کمرے میں آیا تو نور الہدیٰ کو دیکھ کر چونکا۔ وہ یکسر بدلے ہوئے حلیے میں تھی۔ نیا ہیر کٹ، جدید تراش خراش کا سوٹ اور نو میک اپ لک کے ساتھ دمکتا ہوا چہرہ۔ پہلے کی نسبت وہ بہت کمزور ہو گئی تھی آنکھوں کے گرد حلقے کسی حد تک اب بھی نمایاں تھے لیکن اس سب کے باوجود وہ دل میں اترنے کی حد تک حسین اور دلکش لگ رہی تھی۔
"میں نے شام کو گھر پر فون کیا۔ پتا چلا تم اور ممی دونوں ہی گھر پر نہیں ہو۔ ممی کا فون بزی تھا اور تم تو شاید فون گھر پر ہی چھوڑ گئی تھیں۔"
عظام نے اس کے چہرے سے نگاہیں ہٹاتے ہوئے روٹین کے سے انداز میں پوچھا۔ اس کے کوئی نوٹس نہ لینے پر نور الہدیٰ کا چہرہ مرجھا سا گیا۔
"ممی مجھے اپنے ساتھ شاپنگ کروانے لے گئی تھیں۔" اس نے دھیرے سے بتایا۔
"اور شاپنگ کے بعد ممی یقیناً تمہیں اپنے ساتھ پارلر لے گئی ہوں گی۔" عظام نے اندازہ لگایا۔
"جی، میں تو منع کرتی رہ گئی لیکن ممی نے میری ایک نہ سنی۔" نور الہدیٰ نے جیسے اقرار جرم کیا۔
عظام نے اس کی بات سن کر مزید کوئی تبصرہ نہ کیا۔ وہ چینج کرنے کے لیے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ باہر نکلا تو وہ ہنوز اسی پوزیشن میں براجمان تھی۔
"کیا ہوا ہے نور الہدیٰ ایسے کیوں بیٹھی ہو۔" وہ پوچھے بنا نہ رہ پایا۔ نور الہدیٰ نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔
"میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔" وہ بہت وقت سے یہ فقرہ بولنے کی ہمت مجتمع کر پائی

digest library.com

تھی۔

"میں نے بھی تمہیں کچھ کہنا ہے۔" عظام اس کے قریب بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

"کہیے میں سن رہی ہوں۔" نورالہدیٰ کا دل کسی ممکنہ خدشے کے تحت لرز سا گیا۔

"نہیں پہلے تم کہو۔" اس نے فراخدلی دکھائی۔

"وہ کچھ بولنے سے پہلے تذبذب میں مبتلا ہوئی پھر آنکھیں موند کر جی کڑا کیا۔ جو وہ کہنے لگی تھی وہ عظام کی آنکھوں میں دیکھ کر نہیں کہہ سکتی تھی۔

"میں آپ سے اپنی تمام بدگمانیوں پر معافی چاہتی ہوں۔ آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ اپنی طرف سے یہ رشتہ نبھانے کی پوری کوشش کروں گی۔ آپ سے الگ ہونے کا تصور میرے لیے سوہانِ روح ہے۔ آپ مجھے اپنی پسند کے جس سانچے میں ڈھالنا چاہیں گے میں ڈھل جاؤں گی۔"

بات کرتے کرتے اس کی بند آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے لیکن اس نے بہتے آنسوؤں کے ساتھ بھی اپنی بات جاری رکھی "میں نہیں جانتی میں کب، کیسے اور کیوں کر آپ کی محبت......"

"پلیز نورالہدیٰ چپ ہو جاؤ۔" عظام نے یکلخت اس کی بات کاٹی۔ وہ پل بھر سے پہلے خاموش ہوئی۔ آنسوؤں سے بھری آنکھوں کے ساتھ عظام کو دیکھا۔ اب یقیناً سب ختم ہو گیا تھا اس کٹھور شخص پر اس کی کسی بات کا کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ اپنے جذبوں کے یوں بے مول ہو جانے پر اس کا دل دھاڑیں مار کر رو رہا تھا۔

"اگر تم اظہارِ محبت میں بھی پہل کر دیتیں تو مجھے بہت تکلیف پہنچتی۔ یہ تمہارا حق ہے کہ تم میرے لبوں سے میری محبت کی حکایت سنو۔" وہ اس پر محبت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے دھیرے مخاطب ہوا۔ "تمہیں تو نہیں معلوم کہ تم کب، کیوں اور کیسے میری محبت میں مبتلا ہوئیں لیکن مجھے ہر وہ لمحہ پوری جزئیات کے ساتھ یاد ہے جب تم بنا کوئی دستک دیے بے دھڑک میرے دل میں گھس کر پورے طمطراق کے ساتھ براجمان ہو گئی تھیں۔" عظام نے پیار بھری سرگوشی کی تھی نورالہدیٰ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"یہ اظہار مجھے بہت پہلے کر دینا چاہیے تھا اور جہاں تک میری پسند کے سانچے میں ڈھلنے کی بات ہے تو تمہارا ہر روپ اور ہر انداز مجھے اپنا دیوانہ بنا لیتا ہے۔ چاہے یہ آج کی تمہاری ماڈرن لک ہو، بالکل عام سادہ سا گھریلو حلیہ یا پھر بجی سنوری سی کیک پیسٹری۔ تم پر ٹھہری ہر نگاہ میرے اندر اتنی ہلچل مچاتی ہے کہ میرے لیے خود کو لاتعلق پوز کرنا ایک دشوار ترین امر بن جاتا تھا۔"

عظام اظہار کرنے پر آیا تو اپنے دل کی ہر، ہر بے قراری سے پردہ اٹھاتا گیا۔

"پلیز عظام مجھے ایک ساتھ اتنی خوشی مت دیں کہ میرا دل دھڑکنا ہی رک جائے۔" وہ پھر سے رو پڑی تھی۔

"تم آنسوؤں میں اتنی خودکفیل کیسے ہو یار۔ جب دیکھو آنسو بہتے چلے آتے ہیں۔ اب میں تمہیں وارننگ دے رہا ہوں کہ ان آنکھوں میں دوبارہ آنسو دیکھے تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔" وہ اس کے آنسو پونچھتے ہوئے قدرے ڈپٹ کر بولا۔

"آپ سے برا کوئی ہے بھی نہیں۔ کتنے اجنبی بن گئے تھے آپ مجھ سے، مسکرا کر مخاطب ہونا تو دور کی بات، نگاہ تک ڈالنی بھول گئے تھے۔ آپ کی لاتعلقی سے میں روز جلتی تھی روز مرتی تھی۔" وہ سسک کر شکوہ کیے بنا نہ رہ پائی۔

"اونہوں کس نے کہا نگاہ ڈالنی بھول گیا تھا۔ کہو تو بتا دوں پچھلے ایک ہفتے میں تم نے کس کس رنگ کا جوڑا پہنا ہے۔ کس روز بالوں کی چوٹی بنائی ہے۔ کس دن فقط بے ترتیب بالوں کو لپیٹ کر کیچر لگایا کب ایئر رنگز پہنے اور کب اتار کر رکھے ہیں۔ رات کس کروٹ پر سوتی ہو اور پوری رات میں کتنی

کروٹیں بدلتی ہو۔'' ''توبہ آپ سوتے وقت بھی مجھے تاڑتے تھے؟'' وہ جھینپ کر رہ گئی تھی۔

''صرف تاڑنے کی ہی تو اجازت دے رکھی تھی ظالم لڑکی؟'' وہ جیسے کراہا تھا۔

''ظالم نہیں بے وقوف!'' نور الہدیٰ نے اقرار جرم کے انداز میں اس کی تصحیح کی۔ ''اور ہاں یہ آپ نے مجھے ابھی کیک پیسٹری کہا۔ دوبارہ اس پیرائے میں تعریف کی تو میں واقعی خفا ہو جاؤں گی۔'' ایک دم سے خیال آیا تو وارننگ دی۔

''اچھا سوری یار۔ کل سے روزنا نو کی اسٹڈی میں جاؤں گا۔ شاعری کی ڈھیروں کتابیں پڑی ہیں وہاں۔ روزانہ رات کو تمہیں ایک رومانٹک غزل سناؤں گا۔'' اس نے وعدہ کیا۔

''بس ایک غزل'' وہ مسکرائی۔

''نہیں تمہارے حسن کی شان میں خوب قلابے ملاؤں گا اور روز ایک نئے پیرائے میں اظہار محبت بھی کروں گا۔'' وہ بہت فراخدلی سے وعدے پر وعدہ کیے جا رہا تھا۔ نور الہدیٰ جھینپ کر مسکرانے لگی۔

''بس یا کوئی اور یقین دہانی؟'' اس نے اس کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

نور الہدیٰ کے گالوں پر حیا کی سرخی چھا گئی تھی۔ نفی میں گردن ہلاتے ہلاتے اسے جیسے کچھ اور یاد آیا۔

''جی سب سے ضروری یقین دہانی تو باقی رہ گئی ہے۔ وعدہ کریں میری بات نہیں ٹالیں گے۔'' اس نے بہت آس سے اسے دیکھا۔

''خیر میں نے پہلے بھی آپ کی کوئی بات نہیں ٹالی ہے مادام لیکن آپ حکم کیجیے۔'' وہ فرماں برداری کی انتہاؤں پر تھا۔

نور الہدیٰ نے اس ڈرامے بازی پر اسے گھورنا چاہا۔

''آپ ممی سے بہت بدتمیزی کرتے ہیں کتنی بری بات ہے یہ خود سوچیں کل کو آپ کے بچے آپ سے اتنی بدلحاظی سے بات کریں تو آپ کو کیسا لگے گا۔'' نور الہدیٰ نے اسے احساس دلوانا چاہا۔

''بہت اچھا لگے گا۔'' وہ جانے کس دھن میں بولا۔

''مطلب؟ نور الہدیٰ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں۔

''مطلب کل کو جب ہمارے بچے ہوں گے تمہیں مما، مجھے بابا بلائیں گے تو کتنا اچھا لگے گا یار۔'' وہ خوش ہوتے ہوئے بولا۔

''میں بچوں کی بدتمیزی کی بات کر رہی ہوں۔'' نور الہدیٰ قدرے خفا ہوئی۔

''تو انہیں تمیز سکھانا تمہاری ذمہ داری ہوگی ناں۔ مجھ سے کیا کہہ رہی ہو۔'' کس خوب صورتی سے اس نے بات گھمائی تھی۔

''کیوں جناب صرف میری ذمہ داری کیوں ہونے لگی۔ بچوں کی بہترین پرورش ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔'' وہ چمک کر بولی۔

''میرے پاس کب اتنی فرصت ہوگی۔ آدھے سے زیادہ دن تو میں آفس میں گزارتا ہوں۔ بچے تو تمہیں خود ہی سنبھالنے ہوں گے۔'' عظام نے پیشگی باور کروایا۔

''یعنی آپ آفس سے واپس آ کر بھی بچے سنبھالنے میں میری مدد نہیں کریں گے۔''

''آفس سے واپسی پر میں بچوں کی ماں کو سنانے والی غزل یاد کروں گا یا انہیں سنبھالتا پھروں گا۔ حد کرتی ہو یار!'' وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔ اس بار نور الہدیٰ بھی ہنسی نہ روک پائی تھی۔

''یونہی ہنستی مسکراتی رہا کرو اور ہاں ممی کے اور میرے تعلقات کی ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں یہ ماں بیٹے کا آپس کا معاملہ ہے۔'' وہ اس پر محبت پاش نگاہ ڈالتے ہوئے بولا تھا۔

''لیکن......'' نور الہدیٰ نے کچھ کہنے کو لب کھولنا چاہے مگر عظام کی جذبے لٹاتی مسکراتی نگاہوں کا سامنا نہ کر پائی۔ وہ بے ساختہ ہی نگاہیں جھکا گئی۔ چہرے پر حیا آلود مسکان بکھر گئی تھی۔

☆☆